/ Zindah Jāvīd ---

// Mirzā, Abtāl

(last page)

زندہ جاوید بائبل یاوید

مُصنّفہ

مُصنّف ضربۃ عیسوی۔ تاویل القرآن
فصاحتِ قرآن و دیگر کتبِ مناظرہ

جس میں

اس مضمون کی تردید کی گئی ہے جو بہ عنوان
"بائیبل کا جنازہ" پنڈت بھوجدت آریامسافر آگرہ
نے اپنے نئے ماہوار شہید کے نمبر اوّل میں شائع کیا تھا

سنہ ۱۹۱۰ء

مطبوعہ نول کشور پریس لاہور

زندہ جاوید

بائبل یا وید

مصنفہ الف میم

تمہید | میکس مُلّر کو خدا غریق رحمت کرے۔ اُس کے اور اُس کے رفیقوں کی بدولت میں نے قدیم و جدید جملہ مذاہب کی مقدس کتابوں کو شوق سے پڑھا۔ چاروں وید[1] کی بھی سیر کی۔ مناظرہ کے ساتھ مجھکو شروع سے دلچسپی رہی۔ بس بانی آریہ سماج اور اُس کے شاگرد رشید گورو دت ودیارتھی۔ اور نیز بعض سناتنی پنڈتوں کی تصنیفات پر بھی کچھ وقت ضائع کیا۔ مگر آریوں کی کتب مناظرہ کیطرف خاصکر جو اُردو میں لکھی گئیں مجھکو کبھی التفات نہیں ہوا۔ کچھ تو اس لئے کہ ستیارتھ پرکاش کے مطالعہ کے بعد میں اُن سے کسی تحقیق کا متوقع نہیں ہو سکتا تھا اور کچھ اس لئے کہ شاید یوں بھاشا سمجھکر یہ لوگ اکثر اردو کی ایسی ٹانگ توڑتے ہیں۔ کہ اُن کی تقریر سُننا یا تحریر پڑھنا اپنی زبان بگاڑنا ہے۔ ممکن ہے کہ ان قدسی نفسوں کا سلوک اسکو بدنام کرنے کی غرض سے عمداً ہو۔ کہ ناگری فروغ پا جائے۔ بلکہ میں اکثر سوچتا ہوں کہ اچھا ہوتا جو یہ لوگ سوامی دیانند کی آرزو بر لاتے۔ اور اردو پر کرم کی نظر نہ فرماتے ع

مجھ پہ احسان جو نہ کرتے تو یہ احسان کرتے

---

[1] رادھاکشن مہتہ ترجمہ ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ میں لکھتے ہیں "جسوقت مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے پرچار اور تصنیف کا کام شروع کیا اسوقت اُنکو خیال تھا کہ اُنکی کتب کا اُردو میں ترجمہ نہ ہو تاکہ لوگوں میں ہندی بھاشا کے پڑھنے کا شوق پیدا ہو" ۱۲

پنڈت دیانند اپنے مافی الضمیر کو ہندؤں کی عام بھاشہ میں بھی اچھی طرح ادا نہیں کرسکتے تھے[1]۔ شاید اس لئے کہ اُن کے خیالات شُستہ اور منجھے ہوئے نہ تھے۔ پس اگر اُن کے پیروان مسلمانوں کی بھاشہ کے ساتھ انصاف نہ کرسکیں تو کیا شکایت ؛

آریہ ہمارے معاون

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں آریوں کے دین سے بیزار ہوں۔ نہیں میں حیث المجموعہ میں اسکو اچھا جانتا ہوں۔ اور ہندوستان میں اسکی کامیابی کو شامی ادیان یعنے یہودی۔ عیسائی اور محمدی کی فتح کے آثاروں میں شمار کرتا ہوں۔ ہندؤں کے درمیان اُن کا وجود ایک برکت ہے۔ توحید کی تعلیم گو ناقص صورت میں سہی۔ بُت پرستی کی بیخ۔ ذات پانت کے قیود سے اہل ہند کو آزاد کرکے ایک برادری بنانے کی کوشش ہمارے دلوں کو شاد اور آنکھوں کو روشن کرنے والی ہیں۔ بلکہ میں تو اُن کے میلان و رُجحان کے اعتبار سے اُن لوگوں کو خفیہ کرستان سمجھتا ہوں۔ کہ ہینڈک کے بچے بھی درمیانی حالت میں صورت بدلے ہوئے عوام کو مچھلی کے سے بچے نہیں معلوم ہوتے؟ مجھکو تو تعجب آتا ہے۔ کہ مسلمان اس حقیقت تک کیوں نہیں پہنچتے۔ اور ان بچاروں سے جو اُن کا ہاتھ بٹارہے ہیں۔ کیوں بیزار معلوم ہوتے ہیں۔ کیا وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے جتنا سناتنی پنڈت تاڑ گئے[2] ؛

---

[1] یہی صاحب رقمطراز ہیں ور ستیارتھ پرکاش کی زبان گو ہندی ہے مگر وہ سنسکرت کے ڈھب پر لکھی ہوئی ہے۔ سنسکرت زبان کے صرف ونحو کے رُو سے گو وہ صحیح خیال کیجاتے۔ لیکن ہندی زبان کی صرف ونحو کے رو سے اُسمیں بہت سی غلطیاں ہیں اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کے دقیق مسائل کو ہندی خواں تو کجا معمولی سنسکرت داں بھی نہیں سمجھ سکتے .... اصل کتاب میں بھی بہت سے معترضہ جملے ہیں کہ اُن کے خلط ملط ہوجانے سے نفس مضمون سمجھ میں نہیں آتا تھا ؛

[2] پنڈت بھیم سین جو ایک مدت تک سرسوتی جی مہاراج کے ساتھ رہے اور آریوں میں ایک رکن مانے جاتے تھے۔ اور اب عرصہ سے ان کی تردید میں مصروف ہیں وہ لکھتے ہیں کہ " سوامی دیانند انگریزی ڈھنگ ہی سب پسند کرتے تھے۔ وہ صرف سُننے ماتر کے لئے عیسائیوں کے مت کا کھنڈن

بھوجدت کا شہید اپنے ان خیالات کی تائید میں دلائل کو ہیں کسی اَور وقت کے لئے ملتوی رکھکر اس جگہ پنڈت بھوجدت صاحب آریہ مسافر آگرہ کے رسالہ "شہید" پر ایک جوابیہ ریویو لکھتا ہوں۔ اس غرض سے کہ پنڈت جی اپنے آپے سے بہت باہر نہ نکلنے پاویں اور دوسروں پر بھی روشن ہو جاوے کہ آپ کتنے پانی میں ہیں ❖

گنبد افراسیاب اس رسالہ کو اکبر کے آباد کئے ہوئے شہر سے نہ نکلنا چاہئے تھا جس کے لشکر میں اردو نے جنم لیا اور جہاں تاج محل شوکت شاہ جہانی کی یادگار ابد قرار ہے۔ اسی کے جوار میں "آریا مسافر" کی ناگوار آواز اہل مذاق کو "گنبد افراسیاب" کی بے حرمتی یاد دلاتی ہے ❖

وجہ تسمیہ شہید اس کا نام اس لئے رکھا گیا کہ "یہ اُنیسویں صدی کے سچے دھرم ویر پنڈت لیکھ رام جی آریہ مسافر" کی یاد کو تازہ کرنیوالا ہے۔ مگر یہ نام غیر موزون رہیگا۔ جب تک ہر شخص جو کسی قاتل کے ہاتھ سے کسی نامعلوم وجہ پر ہلاک ہو۔ پبلک سے شہید کا باوقار لقب حاصل کرنے کا مستحق نہ مان لیا جاوے۔ پھر بھی وہ "سچا" شہید نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ بازاریوں نے الیسوں کے لئے ایک اصطلاحی صفت تجویز کر رکھی ہے آریوں کے اس مہابلیر کے لئے وہی لبس ہے ❖

تبدیل نام ہم کو اس سے بھی بحث نہیں ہے کہ لیکھ رام "شہید" تھا۔ اور "سچا" یا کیسا اس رسالہ کا نام زیادہ جامع ہونا چاہئے۔ کیونکہ خدانخواستہ سماجیوں میں قحط الرّجال نہیں کہ صرف "مسافر" اکیلا شہید ہو۔ چشم بد دُور بقول پنڈت جی "آریوں کے اندر دھارمک شہیدوں" کی کمی نہیں۔ اور وہ خود شہید کے جانشین بلکہ نعم البدل ہیں۔ پس خوب ہوتا۔ جو اس گنج شہیدان کی رعایت سے رسالہ کا زیادہ موزون نام بصیغہ جمع رکھتے۔ یعنے **شہدا**۔ اور

کرتے تھے اتھوایوں کہئے کہ اس مت کے کچھ بھاگ کا کھنڈن کرتے تھے۔ جسمیں اُنکا مت کرسچین دھرم کے برودھ کہا جائے۔ پرنت روپانتر سے عیسائی ڈھنگ بہت سا انہوں نے اپنے گول میں پھیلایا تھا" برہمن سروس بھاگ ۵ نمبر ۶ صـ۲۲۱ ❖

اس خیال سے کہ "آریوں کے اندر اپنے دھارمک شہیدوں کی عزت کا زبردست بھاو موجود ہے" زیادہ اعزاز درکار ہو تو اُس کے آگے لفظ پاک اضافہ فرما دیتے۔ اپنے ہم چشموں کی جو حق تلفی آپ نے کی اس کی تلافی اب یوں ہوسکتی ہے کہ آئندہ لوگ اسکو اُسکے مناسب ترنام سے یاد کریں +

لاشہ مسافر

اسقدر تو ہم نے رسالہ کی بے عنوانی پر لکھا۔ مگر اس میں جو آپ کا پہلا "التماس ضروری" ہے اس سے ایک عقدہ حل ہوگیا "شہید کے نکلنے کا بار بار اعلان کرنے پر بھی میں حسب وعدہ شہید کو وقت پر نہ نکال سکا" حق مغفرت کرے۔ ہم سمجھ گئے۔ کہ مضامین کی یہ عفونت عرصہ تک پڑا رہنے کی وجہ سے ہے +
دُوسرا عذر "بد لکھائی اور چھپائی" کی ابتری کا بھی معقول ہے افسوس "مسافر" کے لاشہ کو اتنی دیر بعد بھی اچھا کفن نصیب نہ ہوا۔ اور پنڈت جی آریہ بھائیوں سے شہید کے نکالنے کے لئے مدد کے خواستگار ہیں "کیونکہ بصورت دیگر شہید کا جاری رہنا قطعی محال ہے۔ اور یہ بھی اندیشہ ہے "مبادا بعض بھائیوں کی نازک طبع (کندھے) اکیلئے شہید ایک بارِ گراں ثابت ہو" +
ہم کو افسوس ہے کہ آریا ستر پنڈت جی کے تعزیہ کے ساتھ جی کھولکر ماتم نہیں کرتے +

بھوجدت کے ماتمی خیالات

پنڈت جی کی اس تمہید سے ہم کو معلوم ہوگیا کہ شروع نمبر سے پہلے مضمون کا جو عنوان قایم کیا گیا ہے یعنے "بائبل کا جنازہ" اس میں بیشتر تو پنڈت جی کے سوگوار خیالات کو دخل ہے۔ اور شاید قدرے قلیل آپ کے بھونڈے مذاق کو اور ہم کو ترس بھی آتا ہے اور ہنسی بھی۔ نہ آپ اپنے رسالہ کا کوئی مناسب وزیبا نام رکھ سکے اور نہ اُسمیں اُس مضمون کا جو ہمارے متعلق تھا۔ اور ہم کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ پنڈت جی کی اور الیبلی باتوں کی طرح یہ سُرخی ہی بالکل لغو اور مہمل[1] ہے +

[1] سنا ہے کہ ابھی شہید انمبر ۲ بھی نکلنے والا ہے جو پنڈت جی کے مضمون "زندہ درگور" کا پرچار کریگا وہ بھی شاید اسی کینڈے کا ہے ۱۲ +

مخفی نہیں کہ جس معنے میں کسی کتاب کو زندہ کہہ سکتے ہیں۔ اس معنی میں بائبل خوب ہی زندہ تندرست پھلتی پھولتی ہے۔ موت کیا کمزوری کے بھی کوئی آثار اس کے چہرہ پر نمایاں نہیں۔ حتےٰ کہ خود آپ کو بصد حرمان اپنی زبان سے اقرار کرنا پڑا۔ کہ "بائبل (یعنی) چھٹی و ساتویں کتاب جو اسوقت دنیا کی آبادی کے سب سے بڑے حصے کو رہنمائی کا کام دے رہی ہے۔ یہودیوں کی توریت اور

سب سے بڑا رہبر

عیسائیوں کی انجیل ہیں" بھلا جو کتاب دنیا کی آبادی کے سب سے بڑے حصہ کو جو وقار و شمار دونوں کے اعتبار سے بڑا ہے۔ یعنے بزرگترین حصے کو رہنمائی کا کام دے رہی ہو۔ جسکو خارج کر دینے کے بعد جگت سونا اور اندھیرا رہ جائے اور اس نظارہ کو سب دوست دشمن با دل شاد و ناشاد آنکھوں دیکھ رہے

رانڈ کا سراپ

ہوں اُسی کو کسی پنڈے کا مُردہ کہنا اُس رانڈ کی مثل ہوئی۔ جو کنڈے بننے نکلی۔ مگر کسی جوان بخت و جوان سال کے گھوڑا اَڑ ائے نکل جانے سے سہم کر کوسنے لگے "تیرا جنازہ نکلے"۔ بہو جدت کی زبان اور یہ سخن۔ چھوٹا مُنہ بڑی بات یا اس سے بدتر۔ اُسکو ضرور معلوم ہے کہ جو کتاب تمام مہذب قوموں اور شائستہ ملکوں اور دینی اور دنیوی تاجداروں کی سرَدہنت یعنے پوج اور پرستش کی چیز ہو اسکو کوئی مُردہ نہیں کہہ سکتا "زندہ" بلکہ "زندہ جاوید" اسی کا نام ہے ؛

قرآن شریف

ایسا ہی حال مسلمانوں کی کتاب کا ہے۔ عرب۔ ترکستان۔ فارس مصر۔ افغانستان۔ ممالک افریقہ اور ہندوستان ہیں وہ ناطق ہے ہر جگہ اس کی تلاوت ہو رہی ہے۔ ہر جگہ اس کی آواز کانوں میں سُنائی دیتی ہے۔ خود آگرہ کی غیر فانی عمارت پر اسکو کندہ پڑھ لو ؛

بودہ دھرم

بودہ دھرم کی کتابیں جنہوں نے ہندوستان میں ویدوں کے پاٹ مہاپت کا سنکھ بجا دیا۔ ابھی تک چین۔ جاپان۔ تبت۔ برہما اور لنکا کے کروڑوں بندگانِ خدا کا دستور العمل بنی ہوئی جیتی جاگتی ہیں ؛

ویدوں کے پھول

دینی کتابوں میں اگر کوئی مُردہ ہو تو ان میں سب سے اول نمبر

پر وید کا نام درج ہوگا۔ مگر مُردہ بھی تو زندہ نہیں کہ ہم اس کو جنازہ کہکر آپکے دل کو ٹھنڈا کر سکیں۔ صدہا سال نہیں ہزارہا سال کا مرا ہوا سڑ گیا۔ گل گیا۔ یاد سے بسر گیا۔ اتنا بھی نہ رہا جتنا کسی مصری مُردے کی سومیا۔ وہ کسی دین کا دستور العمل نہیں۔ ہاں ہندؤں کے دین کا بھی نہیں جن کے درمیان اُس نے جنم لیا۔ جن کے درمیان بیمار ہوکر بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتا رہا۔ اور جنکے درمیان عرصہ کی جانکنی کے بعد اُس نے دم توڑا۔ اور جنکے درمیان سے سوامی دیانند اس کا کریا کرم کرنے کو کھڑے ہوئے۔ وہ کسی معنی میں زندہ نہیں اور لوگوں کی یہ کوشش بے سُود ہے کہ اُسکے لاشہ کو زمین سے اُکھیڑیں۔ اور اسکے تن بدن کی چُور چُورہڑیوں کو بین بین کر پہچانیں۔ اور پھر سے ترتیب دیکر ولایتی تاروں سے اُس کی گوریوں کو پرو کر نئے سر سے ایک ڈھانچہ کھڑا کریں۔ اور بھارت ماتا کے فرزندوں سے کہیں دیکھو اپنا نانا ۔

آں پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک   خاکش چناں بخورد کزو استخوان نماند

اور یہی کتاب ہے جسکے جوش حمایت میں بھوجدت کھڑے ہو کر زندہ کتابوں کی ہجو میں زبان دراز کرتے ہیں اور اپنے جہل مرکب کے زعم میں فرماتے ہیں :-

بائبل کا دمان "آج ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل میدان صداقت میں بحالت کامیابی اُچھلتی کودتی نکلتی ہے یا چار کے کندھے لدکر" یہ آج کی اچھی کہی ۔ یہ تو صدیوں کی بات ہو گئی کہ بائبل نے عرصۂ عالم میں قدم جما دیئے اور جیسے راون کی سینا میں کوئی نہ نکلا۔ کہ انگد کا پاؤں سرکا سکے ۔ یہاں بھی سارے حریف پیٹھ دکھلا کر منہ کالا کر گئے ۔ یہ مقولہ قیصر جولیس سے یادگار ہے Veni, Vedi, Veci "میں آیا ۔ مَیں نے دیکھا اور میں غالب ہوا" مگر یہ ہر پہلو سے بائبل کی شان میں صادق آیا ۔ آپ ہیں کس خواب خرگوش میں اب تو بائبل کی سواری نکل رہی ہے اور ایک جہان اسکے آگے پیچھے پروانہ وار جے جے کار کے نعروں سے عرش کو ہلا رہا ہے ۔ اور ایک آپ ہیں ۔ اور آپ کی کیا بات ۔ کہ جلی رسی کی طرح بل کھا رہے ہیں اور اپنے چار دل پتّروں کی یاد کرکے خُون رو رہے

ہیں۔ کتنی صدیاں گزر گئیں بائبل "میدان" میں اُتر کر تمام شُرتیوں اور سمرتیوں سے گوئے کامیابی لے گئی۔ اور نہ کوئی اس کی رفتار کو روک سکا۔ نہ اُس کے ہوا نخواہوں کے زور اور شمار کو گھٹا سکا۔ اُس نے نہ صرف اپنے جنم بھوم کو تسخیر کیا بلکہ تمام عالم کو فتح کر کے چکروالی راج قایم کیا قطب سے قطب تک ؛

زندہ و مُردہ کے معنے

ہم نہیں چاہتے کہ کوئی بات کہیں اور اُس کی دلیل نہ دیں اور ہم وید کو مُردہ کہہ چکے۔ ناظرین جانتے ہیں کہ کسی کتاب یا زبان کو زندہ یا مُردہ کس معنے میں کہہ سکتے ہیں۔ جتنا ہی جس کتاب یا زبان کا رواج ہوتا ہے اتنا ہی وہ زندہ کہلاتی ہے۔ اور بے رواجی اُس کی موت ہوتی ہے۔ بائبل زندہ اس لئے ہے کہ اُسکے ماننے والے دُنیا کی تمام قوموں اور ملتوں سے بڑھے ہوئے اور روز بروز ترقی کرتے جاتے ہیں۔ کوئی ملک نہیں جہاں بائبل والے نہیں۔ کوئی قوم نہیں جس کے ہاتھ میں بائبل نہ ہو۔ کوئی زبان نہیں۔ جس میں وہ پڑھی نہیں جاتی۔ اور اگر مسلمانوں کو بھی بائبل ماننے والوں میں شمار کیا جاوے۔ کیونکہ قرآن کا دین اور بائبل کا دین اصولاً واحد ہے اور قرآن بائبل کا مصدق تو ساری دنیا کے اعضاء رئیسہ بائبل کے قبضہ میں آجاتے ہیں۔ بائبل والے نہ صرف تعداد کے لحاظ سے زیادہ ہیں۔ بلکہ علمی اخلاقی و تمدنی حیثیت کے لحاظ سے بھی اوروں سے بہت بڑھ چڑھ کر۔ حتےٰ کہ اگر سارے جہان کو یک پُرش کیطرح ایک سالم جسم قرار دیا جاوے تو بائبل والے اُس کا اعلےٰ حصہ ہونگے اور ان کے سوائے تُل اسفل۔ پس بائبل سب سے افضل طبقہ یعنے خیر و برکت والے لوگوں کی کتاب ہے۔ اُن کی جو غلام ہونا نہیں جانتے۔ اور کیا تم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیا کہ بائبل کی طفیل وہ جنہیں تم شودر کہتے تھے۔ برہمن گئے[1] پس کوئی زندہ دل تو اس کو مُردہ نہیں کہہ سکتا۔ سلطنت انگلشیہ کی تعریف

[1] آپکے ہزاروں بھائی اسوقت اُن ہی آدمیوں سے جنکو تم کسی وقت میں حقیر سمجھتے تھے اور جو اسوقت عیسائی مذہب میں داخل ہوکر بڑے بنے ہوتے ہیں ہاتھ ملانا اُن کی گاڑیاں کھینچنا ان کو پانی پلانا اور ان کے جھوٹے برتن اٹھانا اور انکی غلامی کرنا فخر سمجھ رہے ہیں " قول لالہ جے چند آریہ سماجی (عیسائیوں کے ہاتھ سے بچاؤ نمبر ۴ صفحہ ۱) ۱۲

میں کہا گیا ہے۔ کہ اس پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ مگر سلطنت انگلشیہ اُس دنیا کا صرف ایک گوشہ ہے جس پر بائبل کا خورشید نصف النہار پر چمک رہا ہے۔ برخلاف اس کے وید پر سوائے مُردہ کے کسی اَور صفت کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ وہ نہ صرف غیر مروّج ہو چکا بلکہ اُس کا علم بھی مدتیں ہوئیں معدوم ہو چکا۔ اور وہ زبان جس میں وہ تھے اور وہ بھی جو اس سے نکلی تھی منسوخ ہو گئیں۔ اُس کے ماننے والے اور اُس کے بولنے والے سب کھیت رہے اور برسیں ہوئیں کہ زمین کا پیوند ہو گئے۔ نہیں گرد و غبار ہو کر ہبأً منثوراً کے مصداق بلکہ اس سے بھی بدتر۔

پھر وہ دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک نہیں ہوا۔ کہ صبر آتا اُس کے دوستوں نے اپنے گھر میں اُسکا گلا گھونٹ دیا۔

ہم اس کے ثبوت میں خود آریہ سماجی بزرگوں کو پیش کرتے ہیں۔ اُن کی شہادت سنو۔

ویدوں کی بے رواجی پر آریوں کا ماتم

نہال سنگھ مترجم بھومکا لکھتا ہے "جو زمانہ آجکل عموماً ویدوں کی پیدائش کا خیال کیا جاتا ہے وہ دراصل ویدوں کے رواج بند ہونیکا زمانہ ہے"۔ "مہابھارت کے بعد جب سے ویدوں کا رواج بند ہوا تب سے ابتک برابر دنیا پر آفتیں نازل ہو رہی ہیں (دیباچہ ص ۱۰۳) اور سرسوتی جی بھی بڑے وثوق سے فرماتے ہیں "پانچ ہزار برس سے پہلے سوائے ویدک دھرم کے کوئی اَور دُوسرا مذہب نہ تھا ..... مہابھارت کا جنگ عظیم ویدوں کے رواج کی عدم موجودگی کے باعث ہوا۔ اُن کی اشاعت بند ہو جانے کے باعث جہالت کی تاریکی زمین پر چھا گئی" (ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ شروع صفحہ ۳۴۸ ترجمہ رادھاکشن) بلکہ آغاز اس سے بھی بیشتر بتلاتے ہیں "اس بگاڑ کی بنا جنگ مہابھارت سے ایک ہزار سال پہلے قائم ہوئی تھی" ایضاً صفحہ ۳۵۹)

"جب بہت سے بڑے بڑے عالم راجہ مہاراجہ رشی مہارشی جنگ مہابھارت میں مارے گئے اور بہت سے مر گئے تب علم و ویدوکت دھرم کا پرچار دور ہونے

لگا .... جب برہمن علم سے بے بہرہ ہوئے تب چھتری ویش اور شودروں کے بے علم ہونے میں باقی کیا رہا۔ قدیم سے وید وغیرہ شاستروں کا بامعنی پڑھنے کا رواج تھا وہ بھی چھوٹ گیا۔ صرف روزگار کی خاطر پاٹھ ماتر (صرف طوطے کی طرح پڑھنا) برہمن لوگ پڑھتے رہے۔" (ایضاً ص ۳۵۵) اور بغیر سمجھے وید پڑھنے والے کی شان آپ یہ بتلاتے ہیں کہ "وہ شخص ستھانو یعنی کندہ ناتراش ہے اسکو غیر ذی شعور کی مثال سمجھنا چاہئے۔ وہ محض بارکش ہے جسطرح کوئی انسان یا جانور بوجھ سے لدا، مگر اسکا استعمال نہ کرسکتا ہو" ہوبہو مکاصفہ ۱۹۷) لیکن "مرے پر سو دُرّے اس ملک پر ویدوں کو نیست کرنیوالے جین لوگ مسلط ہوئے "آریہ ورت میں اس طرح تین سو برس تک جینیوں کا راج رہا۔ لوگ ویدوں کے اصل مطلب وغیرہ سمجھنے سے محروم ہوگئے۔ یہ قریباً اڑھائی ہزار برس کی بات ہے"۔ "انہوں نے ویدوں کے پڑھنے پڑھانے یگیوپویت اور برہم چریہ وغیرہ کے (پاک) اصولوں کے رواج کو بھی اُڑا دیا۔ جہاں جتنے وید وغیرہ کتب مقدسہ پائیں تلف کردیں۔ آریوں پر بھی بہت سا ظلم کیا اور انکو ایذا پہنچائی۔ جب وہ خوف اور شرم اُتار بیٹھے تو اپنے مذہب کے پیرو گرہستھیوں اور شادھوؤں کی عزت اور وید کے راستہ پر چلنے والوں کی بے عزتی کرنے لگے۔ تعصّب سے سزائیں دینے لگے"۔ (ستیارتھ پرکاش صفہ ۳۶۶ و ۳۶۷) اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح پرشرام نے چھتریوں کا بنس ناش کردیا تھا۔ اور نئے چھتری بنانے پڑے تھے۔ اسطرح ان تین سو سال کے اندر ویدوں کو جینیوں نے نابود کردیا۔ اور شنکر اچاریہ نے ازسرنو ویدوں کو پیدا کیا۔ مگر نہ معلوم ایسے ایسے کتنے حوادث اس سے پہلے بھی اس دو ارب سال کی مدت ہوچکے۔ جو ویدوں کی عمر بتائی جاتی ہے۔ جنکی خبر سوامی جی کو کچھ نہیں ہوسکتی۔ یہ ایک عبرت ناک اور دردناک قصہ ہے لیکن ل بے تمہارا اندھا بشواس یہ کہتے شرم نہیں آتی کہ" وید دنیا کے شروع سے ابتک برابر قائم رہے اُن میں سرِمُو فرق نہیں آنے پایا۔" (دیباچہ نہال سنگھ ص ۱۰) +

لیکن اور سنئے وید صرف مر ہی نہیں گئے۔ بلکہ بھولے بسرے ہو گئے۔ اگر مرگھٹ سے لوٹ کر آجاویں تو کوئی پہچانے بھی نہیں اور دروازے کے اندر گھسنے نہ دے۔ نہال سنگھ صاحب فرماتے ہیں "یہاں کے لوگ تقریباً پانچ ہزار برس کے عرصہ سے ویدوں کے رواج بند ہو جانیکے باعث اپنے قدیم دھرم کو اسقدر بھول گئے ہیں کہ اب وہ اُنہیں اوپرا معلوم ہوتا ہے۔ اُسے سُن یا دیکھکر نہ صرف طبیعت نفرت کرتی ہے بلکہ اسکا اصلی اور سچی ہیئت میں پیش کرنے والا دشمن نظر آتا ہے۔ . . . . . . جب سوامی جی کیسے سچے مہرشی نے پانچہزار برس کے بعد پھر ویدوں کی اصلی سدھانتوں کو پھیلانا شروع کیا . . . . . . انہیں وہ سچائیاں ایسی بُری معلوم ہونے لگیں۔ کہ وہ اسکی روشنی کو روکنے کے لئے پردے تاننے اور دروازے بند کرنے لگے" دیباچہ مترجم ص۲ ایسی ہی حالت ہے جسکے لحاظ سے کسی کتاب یا دین یا زبان کو مردہ کہتے اور وہ یہی مردہ (یعنی غیر مروج) وید ہیں۔ جنکے جلانے (یعنی شائع کرنے) کی کوششوں میں پنڈت دیانند نے اپنی عمر عزیز گنوائی۔ مگر وید کو نہ جینا تھا نہ جیا۔ ہاں آریہ سماج ضرور قائم ہو گئی۔ یعنی کچائی کھیر ہو گیا دلیا۔ لیکھرام کے کسی رسالہ کا نام ہے" مُردہ ضرور جلانا چاہئے"۔ اس پردہ میں یہی راز مخفی ہے۔ ورنہ مُردوں کو گاڑنا یا جلانا ندی میں بہانا یا پرندوں کو کھلانا سب برابر ہے +

اگر کوئی کہے کہ زبان سنسکرت کے عالم تو اسوقت بھی ہندوستان میں موجود ہیں گو خال خال ہی سہی۔ اور پہلے بھی موجود رہے ہیں تو اسکا جواب آریوں کی زبان سے سن لیجئے۔ "سنسکرت کی مروجہ کتابیں پڑھنے سے وید سمجھ میں نہیں آسکتے"۔ "سنسکرت کو سمجھنے کے لئے تمام عمر اُسکے مطالعہ میں صرف کرنیکی ضرورت ہے" (نہال سنگھ دیباچہ ص ۶ و ۷)۔ "یورپ کے فرضی سنسکرت دان عالموں" (ایضاً ص۳۱) کا ذکر کیا ویدک سنسکرت کے مسلم الثبوت استادوں کی شان میں سوامی جی فرما گئے "راون۔ اُوٹ۔ سائن۔ مہی دھر وغیرہ جسقدر وید کے خلاف تفسیریں کی گئیں اور نیز جو انگلستان و جرمنی کے رہنے والوں اور دیگر اہل یورپ نے اپنی

کے مطابق اپنے اپنے ملک کی زبان میں کچھ کچھ ترجمہ کیا ہے اور نیز جو بعض آریہ ورت کے لوگوں نے اُنھیں سے ملتے جلتے پراکرت (ہندی وغیرہ) زبانوں میں ترجمے کئے ہیں یا اب کرتے ہیں۔ وہ سب غلطیوں سے پُر اور اصل سے دُور ہیں" (بھومکا صفحہ ۲۰) "ملک آریہ ورت کے باشندوں یعنی سائین اور مہی دہر وغیرہ کی تفسیروں میں ایسی ایسی غلطیاں موجود ہیں" (ایضاً صفحہ ۲۰) سائین اچاریہ وغیرہ نے جو زمانہ سازی کے خیال سے دنیا میں عزت حاصل کرنے کیلئے اپنی اپنی مرضی کے مطابق تفسیر لکھکر مشہور کی ہیں اُن سے جو بڑا بھاری نقصان پہنچا ہے .... اُسکو دور کرنے کے لئے ہم سنہتا کے منتروں کی صحیح صحیح معنی و مطالب کو شاستروں کے مطابق جہانتک عقل کی رسائی ہے ظاہر کرینگے" (ایضاً صفحہ ۲۱) ہمارے دل سے تو بالکل اعتبار اٹھا جاتا ہے اب ہم اس گئے گذرے زمانہ میں کیسے مان لیں کہ سوامی جی سائین اور مہی دہر سے علم و فضل میں بڑھ کر ہیں اور اغراض نفسانی میں گھٹ کر کیونکہ اُن لوگوں کو تو ایسے زمانہ میں مقبولیت حاصل ہوئی۔ جب علم سنسکرت نسبتاً زیادہ رائج تھا اور اُن کے دعووں کو پرکھنے کی بہتر قابلیت لوگوں کو تھی مگر ویدوں کی طرف سے ہم مایوس ہو جاتے ہیں۔ جب ہم آریوں کو یہ کہتے سنتے ہیں کہ وید فہمی کیلئے آٹھ شرائط لازمی ہیں جنمیں علاوہ علم ہونیکے رشی اور تپیشری ہونا اور غیر متعصب ہونا بھی داخل ہیں۔ (نہال سنگھ دیباچہ صفحہ ۲ و ۲۸) مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب یہ تو کسی واعظ کا مبالغہ تھا

دیانند اور ویدک علم

در اصل یہ ویدک دھرم اور وید ماننے والوں کی سچی کہانی ہے۔ اور آریوں کی زبانی اور اس سب کا ماحصل یہ ہے کہ "سوامی دیانند سرسوتی جی اس زمانہ میں ویدک ودیا (علم وید) کے ایک ہی بےمثل عالم ہوتے ہیں" (ایضاً صفحہ ۲۸) تو وید کیا ہے؟ قطب شمالی ہے۔ جس تک پیری یا گک کیطرح صرف دیانند کو رسائی ہوئی مگر وہاں تو تصدیق کا امکان ہے یہاں وہ بھی نہیں ؛

آریوں کی جہالت

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم نے ان بزرگوار کے علم کی تھاہ کیسے لی تم دیانند ثانی نہیں کہ بحکم ولی را ولی مے شناسد۔ تم کو اطمینان ہو جاوے۔ اگر یہ تمہارا محض حسن ظن ہے تو تحسین ناشناس سے زیادہ نہیں تم کو اعتراف ہے کہ نہ تم سنسکرت

کے ماہر ہو۔ تمہارا باپ تھا۔ تم لوگوں کی سنسکرت دانی اس سے عیاں ہے
کہ ایک ذراسی کتاب (گوید آدی بھاشیہ بھومکا تمہارے رشی کی ہے۔
اسکی نسبت تم کہتے ہو کہ "آریہ لوگ بھی زیادہ سنسکرت اور آریہ (ہندی) بھاشا
سے ناآشنا ہونیکے سبب سے مطالعہ سے محروم رہتے ہیں" بلکہ آپ بھی فرماتے ہیں
کہ "ہمارے خیال میں اس کتاب کو شاید ہی کسی نے اصل سنسکرت میں پڑھا ہوگا"
(ایضاً صفحہ ۲و۳۵۵) بلکہ تم تو وہ لوگ ہو جو ہندی نہیں جانتے اور رادھا کشن مہتہ اپنے
ترجمہ ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ میں رقمطراز ہیں کہ "تجربہ نے ثابت کردیا ہے
کہ ہندی بھاشہ نہ جاننے کی وجہ سے پچانوے فیصدی ممبران آریہ سماج سوامی جی
کی تصنیفات کے فیض سے محروم ہیں" (صفحہ الف) ✤

سکا نارا جہ | پس ہماری بلا سے جو سوامی جی ویدک وِدّیا کے ایک ہی بے مثل عالم نکلے
جب وہ نہ تھے تو کیا بگڑ گیا تھا اور اب جو ہوگئے تو کیا بنا گئے۔ مگر تمہارا قول بے سند ہے
سرسوتی جی کی علمیّت مسلّمہ نہیں۔ ہندوستان کے نامی گرامی پنڈتوں نے انکی سنسکرت
دانی پر جرح کی اور ابودہ نوادن لکھی اور اُن کے وید بھاشیہ کی دھجیاں اڑادیں
اور سوامی جی کا اپنا قول ہے کہ ویاس وجیمنی کے زمانہ میں مجھ ایسوں کو کوئی پنڈت
بھی نہ کہتا۔ اور جب تم سوامی جی کو ویدک وِدّیا میں وحید عصر کہتے ہو۔ تو ہم اسکے
جواب میں وہی کہہ سکتے ہیں جو سوامی جی نے میکس مُلّر کی شان میں فرمایا تھا۔ کہ
"بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ جسقدر سنسکرت میکس مُلّر پڑھے ہیں اور کوئی نہیں پڑھا
یہ بات صرف کہنے کی ہے۔ کیونکہ جہاں کوئی درخت نہیں وہاں ارنڈ کا درخت ہی
پردھان ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۴) ✤

وید فہمی ناممکن | خیر ہم قصہ کوتاہ کئے دیتے ہیں۔ اگر سوامی جی اپنے عقیدہ میں سچے
تھے تو وہ وید ہرگز نہیں سمجھے اور نہ کوئی اَور سمجھ سکتا ہے۔ اور تمہارا انکی شان میں
مبالغہ کرنا پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند۔ کی مصداق ہے۔ یہ بات بھی ہم سوامی
جی کے اپنے اقوال سے مبرہن کرتے ہیں کان لگاکر سنو ✤

سنسکرت انسانی زبان نہیں | (۱) وید سنسکرت میں نازل کئے جو کسی ملک کی زبان نہیں...

سنسکرت انسانی زبان نہیں

تاکہ ہر ملک کے باشندے انکو اُسکے پڑھنے پڑھانے میں یکساں محنت [illegible] ہو پس ایشور طرفدار نہیں ٹھہرتا" (ستیارتھ پرکاش باب ۵ [illegible]) عجیب منطق ہے کہنا یہ چاہئے تھا" تاکہ ہر ملک کے باشندے اس کے پڑھنے [illegible] سے یکساں محروم رہیں اور وید کا عدم وجود برابر رہے" بھلا جو زبان کسی ملک کی بھی نہ ہو۔ اسکو کسی ملک والے کیونکر سمجھ سکتے ہیں۔ اور مہرشی کی شکایت بیجا ہے کہ اسکو راون۔ ساٹن۔ مہی دہر۔ یا میکس مُلر۔ ولسن۔ گرفتھ یا رومیش۔ چندر دت جوالا پرشاد وغیرہ دیسی یا پردیسی پنڈت نہیں سمجھے۔ بلکہ شکایت تو جب ہو اگر وید خلاف مرضی الٰہی ویدوں کو مثل منطق الطیر کے سمجھ لیں ؛

گھوم کے ناک پکڑنا

(۲) مگر ابھی اس سے بھی ایک عجیب تربات سنئے" پیدائش دنیا کے آغاز میں پرماتمانے اگنی۔ وایو۔ آدیتہ اور انگرا رشیوں کی آتما میں ایک ایک وید نازل کیا" "پرماتما نے پیدائش کے شروع میں آدمیوں کو پیدا کر کے اگنی وغیرہ چاروں مہارشیوں کے ذریعہ چاروں وید برہما کو عطا کئے۔ یعنی اُس برہما نے اگنی وایو آدیتہ اور انگرا سے رگ وید سام وید اور اتھرو وید کو حاصل کیا" (الیضاً صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷) یہ کیا خرافات ہے اسقدر گھوم کر ناک پکڑی جاتی ہے اور اُس کی

دیانند خراب مترجم ہے

یہ دونوں عبارتیں دراصل سوامی دیانند کا ترجمہ ہیں شت پتھ۔ اور منو سمرتی کے شلوکوں کا اسی لئے ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج نے اپنے ترجمہ میں انکو علامت اقتباس کیا تھا درج کیا ہے اور سوامی جی نے اس کے ساتھ ساتھ اصل سنسکرت کو بھی نقل کر دیا۔ ہم سوامی جی کے ترجموں کی کیفیت دکھلانے کے لئے ناظرین کے روبرو اسکو بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں پہلی سند یہ ہے:-

अग्नेर्ऋग्वेदो वायो यजुर्वेदः सूर्य्यात्साम वेदः शत· ११।४।२।३

جسکا لفظی ترجمہ اسقدر ہوتا ہے " اگنی سے رگ وید وایو سے یجر وید سوریہ سے سام وید ہوا" دوسری سند یہ ہے

अग्नि वायु रविभ्यस्तु त्रयं ब्रह्म सनातनम् दुदोह यज्ञसिद्ध्यर्थं ऋग्यजुः साम लक्षणम् मनु· १। २३॥

خدا کا فضل بتلایا جاتا ہے۔ اگر یہی منظور تھا کہ چاروں وید برہما کو عطا کر دیئے جائیں تو پھر ایک ایک کو پہلے ایک ایک رشی کے من میں ڈالکر بعدہ چاروں کے ذریعہ ان سب کو اس پانچویں تک پہنچانا فضول افت نہیں تو کیا ہے ؟

(۳) اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ "اگنی وغیرہ رشی لوگ تو اس سنسکرت زبان کو نہیں جانتے تھے۔ پھر ویدوں کا مطلب اُنہوں نے کیسے سمجھا" اپنے سوال کا جواب دیا نند خود دیتے ہیں "پرمیشور نے سمجھایا اور دھرم آتما یوگی مہارشی لوگ جب کبھی جس جس منتر کے معنی جاننے کی خواہش کر کے دھیان میں قایم ہو۔ پرمیشور کے سروپ میں سمادھی لگا کر ٹھیرے تب ہی پرماتما نے ان منتروں کے معنی ظاہر کئے" (صفحہ ۲۵۹) اس جواب سے تو عقدہ حل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پرمیشور نے کیسے سمجھایا؟ ویدوں کی سنسکرت تو رشی سمجھتے نہیں کیونکہ وہ اُن کی زبان نہ تھی تو اسکا مطلب کس زبان میں رشیوں کو سمجھایا اور کس طرح؟ اس کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ اُسی زبان میں جو رشیوں کی تھی یعنی ویدک سنسکرت کو خدا نے رشیوں کی زبان میں ترجمہ کر دیا۔ کچھ اسی طرح جس طرح نہال سنگھ سوامی جی کی بھومکا کا ترجمہ اُردو میں کرتے ہیں ؟

(۴) مگر سوامی جی اس مشکل کو اس طرح حل نہیں ہونے دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ "پرمیشور اپنے وید ودیا کا اُپدیش جیو میں موجود ہو کر جیو آتما میں ظاہر کر دیتا ہے۔ پھر وہ آدمی اپنے منہ سے آواز کے ذریعہ دوسرے کو سناتا ہے" (صفحہ ۲۵۶) اگر یہی سچ ہے تو اگنی وغیرہ رشیوں کو ویدک سنسکرت نہیں عطا ہوئی تھی بلکہ اُن کو دل ہی کے اندر گیان الہام ہوا تھا۔ اور اس گیان کو اُنہوں نے اپنے اور اپنے

جسکا لفظی ترجمہ یہ ہوتا ہے "اگنی وایو روی سے تین برہم (وید) قدیم دوہے گئے یگ سدھ کرنیکی خاطر یعنی رگ یجر سام صفت والے" اگنی کے معروف معنی آگ ہیں وایو کے ہوا اور روی اور سوریہ مترادف لفظ ہیں یعنی سورج بہرحال اسمیں شک نہیں رہتا کہ نام بنام رگ یجر سام کیطرف اشارہ ہے اور انکی تعداد بھی بتادی کہ تین ہے مگر سوامی جی بڑی دلیری کے ساتھ تین کا چار کرتے ہیں اور ایک چوتھے کا نام بھی داخل کرتے ہیں اور یہ غضب ڈھاکر بھی آپکو یا آپکے چیلوں کو شرم نہیں آتی ؟

دیش والوں کی زبان میں جن کو برہما بھی جانتے تھے " اپنے مُنہ سے آواز کے ذریعہ" برہما کو پڑھا دیا۔ چنانچہ اسی کے مطابق رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا میں دیانند خود کہتے ہیں کہ "گیان (علم یا باطن) میں پریرنا (الہام یا تحریک) ہوئی" (صا) اگر یہ سچ ہے تو ویدک سنسکرت خالص رشیوں کی زبان ہوئی اور ویدوں کی عبارت اُنکی انشاء ✣

(۵) مگر سوامی جی نہ اپنے مقدمات درست کرنا چاہتے ہیں اور نہ اُن کے منطقی نتیجہ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ لہذا آپ ایک اُلجھی ہوئی تقریر کے بعد جو آپ کی ذہنی سراسیمگی پر شاہد ہے۔ باصرار فرماتے ہیں کہ " ہمہ دان کے سوائے کسی کو طاقت نہیں ہے کہ اس قسم کا تمام مخزن علوم شاستر بنا سکے .... وید پرمیشور کے بنائے ہوئے ہیں" (ستیارتھ پرکاش صـ۲۶۲ و ۲۶۲) اور اُنکے " الفاظ و معنی اور اُنکا باہمی ربط " سب کچھ (ایضاً صـ۲۶ و بھومکا صـ۱۴) ✣

ویدکو برہما بھی نہیں سمجھتے

(۶) ہم کو کیا غرض کہ سوامی جی کے خیالات میں جو ربط کی صلاحیت نہیں نہیں رکھتے ربط دیں یا اُن کے ترجمہ کو درست کریں یا اُن کے حوالوں کی غلطیاں فاش کریں اور یا اُن کے الفاظ میں معنی ڈالیں۔ ہم کو اس جگہ صرف اُنکی مسلّمات سے بحث ہے وہ چاہے کیسے ہی لغو کیوں نہ ہوں اور اُنکا خلاصہ اسقدر ہے کہ ویدک سنسکرت کسی ملک کی زبان نہیں اسکو فطرةً کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ برہما بھی نہیں۔ ایک ہی ممکن طریقہ اُس کے سمجھنے کا ہے جسکو صرف " دھرم آتما یوگی مہارشی" برت سکتا ہے جسکو یوگ کا آٹھواں یعنی سب سے اعلےٰ درجہ سمادھی کا حاصل ہو چکا ہو۔ اور صرف ایسے ہی لوگ " جب کبھی جس جس منتر کے معنی جاننے کی خواہش کر کے دھیان میں قایم ہو پرمیشور کے سروپ میں سمادھی لگا کر بیٹھے تب ہی پرماتما نے ان منتروں کے معنی ظاہر کئے" (صـ۲۵۹) اور آریہ سماج اس وہم کو حق جانتی ہے۔ مترجم بھومکا تاکید سے کہتا ہے " صرف تپ (محنت و ریاضت) کرنے والے رشیوں کو ویدوں کے معنی کا علم ہو سکتا ہے" (صـ۲۷) ✣

سمادھی

یہ بڑی کٹھن منزل ہے بغیر سمادھی میں جائے۔ ویدوں کا مطلب نہیں کھل ہوتا اور سمادھی بھی اسکی برحق جو "دھرم آتما ہو۔ اور "یوگی" اور ان سب پر وہ مہا رشی" ہمیں ڈر ہے کہ اُردو دان کہیں یہ نہ سمجھیں کہ ویدوں کے معنی گور میں معلوم ہوتے ہیں۔ پس ہم بتلادیں کہ "سمادھی" کیا بلا ہے۔ سوامی جی فرماتے ہیں "دھیان جب محض اُسی شے کا جسکا دھیان کیا جائے خیال ہو اور اپنی حالت اس طرح محو ہو جائے کہ اپنے آپ کو بھول جائے۔ سمادھی نامزد ہے ..... دھیان اور سمادھی میں یہ فرق ہے کہ دھیان میں دل کے اندر دھیان کرنیوالے دھیان اور اُس شے کا جس کا دھیان کیا جائے۔ تینوں کا خیال قائم رہتا ہے اور سمادھی میں محض پرمیشور کی ذات اور اُس کے سرور میں محو و مسرور ہو کر اپنے وجود سے بے خبر ہوتا ہے" (بھومکا ص ۱۷۱) اب مشکل اور بڑھ گئی اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک شخص از خود رفتہ ہو گیا یعنی "اپنے وجود سے بے خبر" تو اگر اُس نے کسی وید کے منتر کے معنی خدا سے سمجھ لئے تو پھر وہ جو اپنے نفس کو بھول گیا اور فنا فی اللہ ہو چکا وہ کسی دوسرے اور تیسرے کیطرف توجہ منتقل کر کے اپنا سمجھا ہوا منتر غیر کو کیسے سمجھا سکے اور اسکو اس سے غرض کیا ؟

ویدوں کے منتر

(۷) اب اگر ہم سوامی جی کو مشکور کرنے کی خاطر خواہ مخواہ مان بھی لیں کہ ویدوں کے ناگفتنی کو کوئی کسی طرح سوتے جگتے سمجھ گیا اور دوسروں کو سمجھانے کے بھی قابل ہو گیا تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے اور اُن کا گیان کہاں ہے۔ اس کا جواب سوامی جی نے یہ دیا "جس جس منتر کے معنی پہلے پہل جس جس رشی پر کھلے اور جس نے دوسروں پر بھی معنی ظاہر کئے۔ اُس منتر کے ساتھ اُس رشی کا نام یادگار کے طور پر آجتک چلا آتا ہے۔ جو کوئی رشیوں کو منتروں کا بنانے والا بتلاوے اُسکو دروغ سمجھنا چاہئے" (ستیارتھ پرکاش ص ۲۵۹) چاہئے تو یہ تھا کہ وہی رشی جن پر وید نازل ہوئے تھے۔ سمادھی میں ٹھہر کر معنی وید دریافت کرتے۔ اور اُن معنوں کو اہل جہاں کے لئے چھوڑ جاتے پر ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ یہاں سب باتیں اُلٹی ہیں واضح ہو کہ ویدوں میں ہر سوکت کے عنوان پر اُس کے وزن اور دیوتا کے

نام کے ساتھ کسی نہ کسی رشی کا نام بھی درج ملتا ہے ۔ مثلاً گوتم کنوہ وشیشٹھ وامدیو وشوامتر - بھاردواج وغیرہ وغیرہ اور رگ وید کے اندر ایسے کوئی ڈیڑھ دو سو نام آئے ہیں مگر یہ عنوان متن وید سے خارج انوکرمانکا سے ماخوذ ہیں ۔ لیکن اگر یہی لوگ بزعم شما اصلی مفسر وید تھے ۔ تو ان کو اگنی وایو آدیتہ انگرا وغیرہ کا ہمعصر ہونا چاہئے تاکہ ویدوں کے متن کے ساتھ ساتھ اُن کی تفسیریں بھی موجود رہیں ورنہ عبارت

ویدوں کی عمر

وید بغیر تشریح معنی مہمل رہیگی ۔ ویدوں کو خدا نے پیدائش دنیا کے آغاز میں " نازل کیا - جسکو " ایک ارب ۹۶ کروڑ ۸ لاکھ ۵۲ ہزار ۹ سو ۷۶ برس گذر گئے وقت تصنیف بھومکا تک (بھومکا ص۱۲) اور ایشور نے ویدوں کو کل نوع انسان کے فائدہ اور سچے علوم کے ظہور و اشاعت کے لئے بنایا ہے " (ایضاً ص۱۹۳) ۔ پس لفظ اور معنی کی طرح ان تفسیروں کو وید کے ساتھ توام ہونا چاہئے ۔ مگر بڑا

منوسمرتی وید کے ہم عصر

افسوس ہے کہ وید کی کسی ایسی ہم عمر تفسیر کے وجود کی بھی سوامی جی کو خبر نہیں ۔ حالانکہ آپ تحقیق کر کے ایک کتاب کا نام بتلاتے ہیں یعنی منوسمرتی کا جو " سرشٹ کی آدمی میں ہوئی " یعنی پیدائش کے آغاز میں (ستیارتھ پرکاش ہندی طبع ہشتم ص۲۶۹) مگر یہ کتاب ویدوں کی کوئی تفسیر نہیں پس آریوں کے کسی مصرف کی بھی نہیں ۔

برہمن گرنتھ

(۸) پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وید کی تفسیر کہاں سے آئی اسکا کچھ جواب سوامی جی نے اس عبارت میں دینا چاہا ہے " جب آتماؤں میں وید کے معنی ظاہر ہوئے تب رشی منیوں نے وہ معنی اور رشی منیوں کی زندگی کے حالات والی کتب طیار کیں اُن کا نام برہمن رکھا یعنی برہم جو وید (کا نام) ہے اُسکی شرح " (ستیارتھ پرکاش ص۲۵۹) زمانہ قدیم سے ہندوؤں کی اصطلاح میں براہمن بھی وید میں داخل ہیں ۔ کیونکہ علاوہ اور رشیوں منیوں کے کاتیائن رشی کا قول ہے کہ منتر اور براہمن دونوں کا نام وید ہے " تو اگر براہمن کسی معنی میں وید کی شرح مانی جاویں

لہ مترجم صاحب فرماتے ہیں کہ سوریہ سدھانت کے حساب کے رو سے سوامی جی نے غلطی سے ۹ لاکھ [illegible] سال بڑھا دیئے مگر اس مدت عمر دنیا میں ۵۰ لاکھ سال کا ہیر پھیر کچھ بھی قابل لحاظ نہیں ۔

تو کہہ سکتے ہیں کہ منتر معہ اپنی شرح کے ہمیشہ سے چلے آئے یعنی لفظ و معنی ہمیشہ توام رہے مگر افسوس سوامی جی یہ بھی نہیں مان سکتے آپ صرف "منتر سنہتا" کو وید بتلاتے ہیں (بھومکا صفحہ ۵۵) اور "ان کے علاوہ براہمن کے نام کی کتابیں جن میں انکی شرح ہے .... اور نیز ویدوں کی ایک ہزار ایک سو ستائیس شاکھائیں جو وید کے منتروں کی شرح ہیں بلکہ جہانتک وید کے مطابق ہیں مستند ہیں" (بھومکا صفحہ ۱۶۱) ہم نہیں سمجھ سکتے کہ سوامی جی کیا کہنا چاہتے تھے کسی کتاب کا ویدوں کے مطابق ہونا اور نہ ہونا تو اسیوقت آشکارا ہو جب پہلے ویدوں کا مطلب حل ہو چکے اور اگر ہم براہمن گرنتھوں کو مستند تفسیر وید کی نہیں مان سکتے تو کہنا پڑا کہ ویدوں

ویدوں کا نیا پرانا

حق یوں ہے کہ سوامی جی نے محض حسن اتفاق سے یہ ایک بات ٹھیک کہہ دی اور اگر وہ کسی اصول تحقیق کے پابند ہوتے تو نہ صرف اسیقدر مانتے کہ براہمن گرنتھ چاروں ویدوں کے بعد ہیں بلکہ یہ بھی مانتے کہ چوتھا اتھروید پہلے تین ویدوں کی مدتوں بعد وجود میں آیا۔ بلکہ وہ یہ بھی مانتے کہ رگوید کا دسواں منڈل اسکے دوسرے حصوں کی مدت بعد ملحق کیا گیا۔ اور کہ رگوید کے اندر قدیم اور قدیم تر اور قدیم ترین سوکت بھی موجود ہیں اور جدید بھی ایسے جن کے اندر انکے بنا نیوالوں کا نام موجود ہے اور ایسے بھی جن کے مصنف لاپتہ ہیں۔ ہاں وہ یہ بھی مانتے کہ سام وید رگوید کے ساتھ ساتھ نازل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اس کے لئے کسی دوسرے رشی کا ہونا ضرور نہیں کیونکہ وہ سراسر رگوید کے اندر سے انتخاب کیا گیا۔ اور بیشتر بہتر ایسے منتر اس کے اندر ہیں جن کا پتہ اسوقت رگوید میں نہیں چلتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جو متن وید اب ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ نقصان سے خالی نہیں)۔ سام وید کے انتخاب کے وقت رگوید کی متن اور تھی ۱۲

۵۲ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی شاکھاؤں کے متعلق کسی بڑے مغالطہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ یا ممکن ہے۔ کہ جو کچھ عوام کو آپ سکھلاتے ہیں خود اس سے بہتر علم رکھتے ہوں۔

کی تفسیر کوئی ہے ہی نہیں۔ اور یہی بات برقرار رہی کہ وید کسی ملک کی زبان میں نہیں اُنکو کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ پس اسکی تفسیر کوئی کیسے کرے اور بغیر تفسیر کئے ہوئے کسی مفروضہ تفسیر کا صحیح یا غلط ہونا کیسے معلوم ہو سکے ٭

براہمن غیر مستند

ناظرین کو اب یہ سُنکر ہنسی آویگی کہ پنڈت کرپارام شرما آریہ سماجی نے ایک ٹریکٹ لکھا ہے جسکا نام ہے "کیا شت پتہ وغیرہ ملاوت سے خالی ہیں ۹" اور جواب دیا ہے کہ یہ براہمن گرنتھ محرف ہیں اور شت پتہ جو ان میں بہت بڑے پایہ کا ہے اسکا زمانہ ہم کو وام مارگ کا آغاز جو مہابھارت کے قریب ہُوا بتلایا جاتا ہے اب سوچنے کی بات ہے کہ کیا کوئی کتاب جو پانچہزار یا دس ہزار یا ایک لاکھ برس کی بھی پُرانی ہو۔ ایسی کتاب کی شرح ہو سکتی ہے جسکی عمر دو ارب سال کے قریب ہو اس مدت کے آگے یا گولک کا زمانہ ہو یا مہی دہر کا اور یا آپ کا سب کل کی بات ہے اور کسی کو قدامت کا رتبہ حاصل نہیں پس ماننا پڑا کہ ویدوں کی کوئی قدیم تفسیر موجود ہی نہیں۔ یہی پنڈت کرپارام صاحب یہ بھی تبلاتے ہیں "کہ ویدوں کی پُرانی

شاکہائیں ناپید

ویاکھیاں یعنی پُرانی شاکہائیں جو قریباً ۱۱۳۱ کے ہیں لوپ ہو گئیں۔ اسوقت قریباً آٹھ نو کا پتہ ملتا ہے۔ باقی کا نام تک بمشکل معلوم ہوتا ہے" رگوید کے پہلے منتر کی ویاکھیا۔ نہیں معلوم کتنی مدت تک وید کے الفاظ قالب بے جان کی طرح معنی سے خالی رہے کہ پھر ایک زمانہ آیا اور اُن کے معنی کو براہمن گرنتھوں نے حل کیا اور وید کی شاکہائیں ایک ہزار ایک سو سے زیادہ لکھی گئیں۔ اور پھر ایک زمانہ آیا جسکو کوئی ۵ ہزار برس کی مدت بتلایا جاتا ہے۔ جب سے براہمن گرنتھ محرف اور غیر مستند ہو گئے۔ اُن میں وام مارگیوں نے ملاوٹ کر دی اور وہ سو اوپر ہزار شاکہائیں بھی لوپ ہو گئیں۔ اور معنی وید مفقود ہو گئے۔ اور دنیا جہالت اور تاریکی میں ڈوب گئی۔ پھر بھی بڑے اطمینان سے سوامی جی فرماتے ہیں "پرماتما نے سب آدمیوں پر مہربانی کر کے ویدوں کو نازل کیا ہے تاکہ انسان جہالت کی تاریکی سے نکل کر اور توہمات سے آزاد ہو کر علم دنیوی اور دینی کے آفتاب سے فیض پا کر اعلےٰ درجہ کی راحت

حاصل کریں" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۱) تو کیا وید پرماتما کے مقصود کو پورا کر رہے ہیں؟ دنیا کا خیال چھوڑ دو۔ ہندوستان کو دیکھ لو وید کہاں ہیں؟ اپنے عقیدہ کو واقعات کے ساتھ مطابق کر لو۔ پرماتما کا مقصود یہی تھا کہ وید کا علم دنیا سے ناپید ہو جاوے۔ وید دنیا کی ترقی میں سدراہ تھے خدا نے آپ انکو اٹھا کر پھینک دیا۔

مہرشی بہرکیف اب عیاں ہو گیا کہ دیانند کے عقیدہ کے موافق ویدوں کے معنے سمجھنے کی طرف سے پوری مایوسی ہے۔ اور وہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ اُنکے چیلے کیوں اُن کو مہرشی کہنے لگے۔ حالانکہ نہ وہ یوگی تھے نہ اُن کو کوئی سدھی حاصل ہوئی نہ "سمادھی لگا کر" بیٹھے نہ رشی ہونے کا دعوے کیا۔ یہ سب کچھ محض اس غرض سے ہو رہا ہے کہ کسیطرح انکا وید بھاشیہ جو مردود ہو چکا مقبول ہو جائے۔ مگر بھولے بھالے سماجیوں کو چاہئے کہ پہلے گروجی کی اس آن مِل بے جوڑ کو حل کر لیں جس کی کوئی کل نہیں بیٹھتی ؎

سائفر کوڈ مصر کے میناروں کے اندر ایک قسم کی تصویری حروف کندہ ملتے ہیں جن کی ترکیب سے عبارت لکھی گئی ہے۔ زمانہ دراز تک انکو کوئی نہ سمجھا وہ رازِ سربستہ رہے بعد مدت دریائے نیل کے دہانہ کے قریب ایک پتھر دستیاب ہوا جو اُن حرفوں کی کُنجی تھا۔ اور اب اس کلید کی مدد سے وہ کتبے پڑھے جا سکتے ہیں۔ پھر اسیطرح ایک قسم کا سائفر کوڈ رائج ہے۔ خاص خاص الفاظ جنکے خاص خاص معنے مقرر کر لئے گئے۔ اور خاص خاص اشخاص کو انکا علم ہوتا ہے۔ ملکی اور جنگی خبریں خطوں اور تاروں میں اُنہیں الفاظ کے ذریعہ اس طرح پہنچائے جاتے ہیں کہ غیروں کو اُن پر اطلاع نہ ہونے پاوے

وید بھاشیہ سیاہی کا ٹیکہ پس وید بھی اسی قسم کے الفاظ سے مرکب ہے جنکی کُنجی کھو گئی۔ یعنی جن معنوں کا وہ نشان بنائے گئے تھے وہ محو ہو چکے پس وہ سرتاپا مہمل و لچر رہ گئے۔ جبکی جتنی ہمت ہوئی انکو کھینچ تان کر اپنی راہ لگائے۔ مہی دہر اُن کی کل بٹھالنا اوروں سے اچھا جانتا ہے۔ دیانند تو اپنے سے پہلے تمام بھاشکاروں کی ہجو میں فرماتے ہیں۔ نئے بھاشیہ ٹیکے بنے جسقدر۔ وہ ٹیکا سیاہی کا ہیں وید پر

(بھومکا صہ) ہم کہتے ہیں اور اب تم کو بھی ماننا پڑیگا کہ آپ نے اپنا بھاشیہ لکھکر ایک نیا سیاہی کا ٹیکا وید پر لگا دیا - پس جو ہم نے کہا تھا اسکو یہاں ثابت بھی کر دیا کہ وید "مُردہ" ہیں اور اسکا اقبال آریہ بزرگوں سے کرا دیا مباحثہ میں بشر اور زیادہ کیا کر سکتا ہے ؛

ویدوں کی موت پر بنکم چندر چٹرجی کی گواہی

اگر بھوجدت اب بھی نہ مانیں تو ہم ایک بڑے واقف کار بنگالی کے گیا نہ روزگار راسخ الاعتقاد ہندو پنڈت تعلیم یافتہ گروہ کے جگت گُرو موجلا بنل سے ماتوم بنکم چندر چٹرجی کے منہ سے اپنے مقولہ کی تائید میں گواہی دلائے دیتے ہیں " ہندوستانی طالب علم کے نزدیک وید تو مر چکے وہ اُنکی تعظیم بس اسیطرح کرتا ہے جیسے اپنے مرے ہوئے پتروں کی اور اُس کے دل میں کبھی خیال بھی نہیں گذرتا کہ اسکو اس سے زیادہ کوئی اور واسطہ اُن سے ہو سکتا ہے - کیونکہ وید ہندوستان کے زندہ مذہب کے قایم مقام نہیں پس بنی آدم کو اگر کچھ بھی دلچسپی اُن کے ساتھ پیدا ہو سکتی ہے تو محض تاریخانہ دلچسپی ہے اور بس " لو بھائی ہندؤ و دیانندیو بولو رام رام ست ہے

رام رام ست ہے

احیاے وید

پنڈت دیانند نے جو احیاے وید کا دعوے کیا اسکی حقیقت بھی سُننے کے قابل ہے - آپ نے رگوید پر ایک بھاشیہ لکھنا چاہا تھا جو ناتمام رہا - ہاں یجروید پر جو ایک چھوٹی سی کتاب ہے بھاشیہ لکھا - اتھروید پر قلم نہیں اٹھایا شاید اس لئے کہ اس میں مارن موہن بسی کرن اور اسقاط حمل وغیرہ کے فحش مضامین زیادہ ہیں - ڈر تھا کہیں مہی وہر سے ٹکرا نہ جائیں - غرضکہ آپکا بھاشیہ ایک

دیانندی بھاشیہ

ایسا ڈھکوسلا نکلا جسکو علمائے زمانہ نے ہندی ہوں یا یورپی خوش گپی کا ایک مخزن قرار دیا - اور ملک اور قوم نے اسکی کچھ بھی قدر نہ کی اور اُن کے مضامین پر جو لوگوں کو اطلاع ہوئی وہ اُن پنڈتوں کی طفیل جنہوں نے خوب خوب اُنکی قلعی کھولی اور اُن کے عدم وجود کو برابر کر دیا - پس آپکی ساری کائنات جسکو آریہ ویدوں کی کُنجی سمجھتے ہیں "رگوید آدی بھاشیہ بھومکا ہے - جسکو آپ نے اپنی سنسکرت میں لکھا اور ساتھ ساتھ اپنی بھاشیہ

دیانندی بھوسکا

پس اس کا ترجمہ بھی کیا - مگر اس کتاب کی بھی جو قدر اس کے عشاق جانباز نے کی اس کا رونا نہال سنگھ مترجم اسطرح روتا ہے "ایک طرح ہمارا ترجمہ بالکل ایک نئی کتاب ہو گی کیونکہ ہمارے خیال میں اس کتاب کو شاید ہی کسی نے اصل سنسکرت میں پڑھا ہو گا۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ اول تو آجکل سنسکرت داں بہت کم ہیں اور پھر ان میں بھی بھاشا کا ترجمہ موجود ہونے پر اصل کو پڑھنے کی تکلیف اٹھانے والے بہت کم نظر آتے ہیں" صـ۵۳ +

دیانندی ترجمہ کی قلعی

اس کتاب مستطاب میں سوامی جی نے پورا ثبوت دیدیا ہے کہ آپکو ترجمہ کرنے کی کیسی بڑی قابلیت حاصل تھی اور ترجمہ بھی خود اپنی سنسکرت عبارت کا چنانچہ نہال سنگھ صاحب فرماتے ہیں "یہ بھاشا کا ترجمہ اصلی سنسکرت کا پورا ترجمہ نہیں ہے کیونکہ اکثر سنسکرت کی عبارت کا مختصر مطلب بیان کردیا ہے اور بعض جگہ عبارت کی شرح اصل سے زیادہ بھی کر دی ہے اور چند مقامات پر ترجمہ اصل کے خلاف بھی پایا جاتا ہے" اور کسی کسی جگہ تو یہ اندھیر کیا ہے کہ مترجم صاحب کو شرمندگی سے کہنا پڑا "یہ ترجمہ نہ صرف اصل کے خلاف ہے بلکہ اس سے بالکل سدّھانت ہی بدل جاتا ہے (صـ۵۳) اب آریہ بھائی سوامی جی کی حمایت کریں تو کیسے کریں اُدھر تو وہ نربھرانت (منزہ عن الخطاء) انکی تصنیفات مانُش گرنتھ نہیں۔ آدش گرنتھ انسان کی کتاب نہیں بلکہ رشی کی بنائی ہوئی۔ (صـ۵۵) اور ادھر ترجمہ ایسا کہ معمولی صداقت اور علمیت والے کے لئے بھی ننگ و عار کا باعث - پس عذر گناہ بدتر از گناہ آپ کہتے ہیں۔ کہ ترجمہ کسی اور کا معلوم ہوتا ہے جس سے یہ روشن ہے کہ سوامی جی نے مترجم کے نزدیک بھی کیسی فاش فاش غلطیاں کی ہیں - اب اگر نہال سنگھ کسیوقت اُن عبارتوں کو جو ہم نے اس کتاب سے نقل کی ہیں کسی اور شخص کا ترجمہ بتلاوے تو ہم نہیں سمجھتے کہ ہم اُس کو کیا جواب دینگے اور اگر ایسے عذر قبول ہونے لگیں تو مصنّفین کتب ہر قسم کی ذمہ واریوں سے بری ہو جادیں - مگر سوامی جی کی تصنیفات کی یہ ایک خصوصیّت ہے +

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص کے لئے اپنی سنسکرت کا صحیح بھاشا

ترجمہ کرنا محال ہوگیا تھا وہ ویدوں کی زبان کا کیا خاک ترجمہ کرسکا ہوگا - دیانند کے چیلے دفع دخل کے لئے اپنے دوستوں کو یہ پٹی پڑھاتے ہیں کہ " سوامی جی کا ہمیشہ یہ قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی وید وغیرہ کے پرمان کا ترجمہ کرتے ہیں تو لفظ کی جگہ لفظ نہیں رکھتے - بلکہ ایک ایک لفظ کی تشریح اکثر ایک ایک اور بعض اوقات ایک سے بھی زیادہ فقروں میں کرتے ہیں - جو لوگ سوامی جی کے اس اصول سے واقف نہیں ہیں ممکن ہے کہ اُنکو دھوکا ہوا اور وہ یہ خیال کریں کہ سوامی جی نے اپنی طرف سے بات بڑھادی " (صہ ۹۵)* بھئی آریوں کی متھرا نگری نیاری ہے دنیا میں کسی صداقت شعار نے ترجمہ کا ایسا اصول آجتک نہیں مانا - غرضکہ اس مختصر تحریر سے عیان ہوگیا کہ سماجیوں کا دین نہ وید پر مبنی ہے نہ وید کے ترجمہ پر نہ اُس کی صحیح بھاشیہ پر بلکہ محض سوامی جی کے اقوال پر اور وہ بھی اس طرح ؎

بہ مے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید — کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

دیانندی دھرم کی پناہ گاہ

اور یہ کہ ان کا دین ویدک دین نہیں اور نہ وید سے کوئی خصوصیت رکھتا ہے اس ایک موٹی سی بات سے روشن ہے کہ سرزمین ہند کی ہر قوم میں جو نسبتہً سنسکرت کے علم کو زیادہ جاننے والی تھی مثلاً اہل دکن جنہیں سے ہندو دھرم کے قریباً تمام مصلحین نکلے جنکے درمیان " اب تک رواج ہے کہ براہمن ویدوں کو حرف بحرف زبانی یاد کرتے ہیں " (دیباچہ بھومکا صہ ۱) اور جن سے دیانند کو بھی تبلاتے ہیں یا اہل بنگال - یا باشندگان کاشی - ان سب میں دیانندی مت اور دیانندی بھاشیہ مردود ہوگیا حالانکہ یہی وہ لوگ تھے جو ویدوں کے پڑھنے اور سمجھنے والے تھے اور جہان کے پردہ پر سب سے زیادہ پہچان سکتے تھے کہ ویدوں کے ساتھ کس شئے کو موافقت ہے - مگر اس دین نے اگر پناہ پائی تو ان لوگوں کے درمیان جو وید اور ویدک علوم

---

* نمونہ کے طور پر ہم شت پتہ اور منو سمرتی کی عبارتوں کا دیانندی ترجمہ دکھلا چکے جس سے اس حیلہ کی صداقت روشن ہو جائیگی ۱۲ *

تو درکنار معمولی سنسکرت سے بھی بے بہرہ تھے بلکہ معمولی بھاشا سے بھی جیسے پنجابی لوگ اور اسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ۔ اور یہ تو وہی تماشا ہے جو ہندوستان میں ایک دفعہ اور ہو چکا یعنی جین مت کی اشاعت "جسکو بہت لوگوں نے قبول کرلیا تھا لیکن بہار کاشی قنوج مغربی جنوبی مقامات پر رہنے والوں میں سے کسی ایک نے اس مذہب کو قبول نہیں کیا" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۶۶) یہی وہ ممالک ہیں جہاں آریہ سماج نے کبھی جڑ نہیں پکڑی اور یہی وہ ممالک ہیں ۔ جہاں وید ودیا کو لوگ کچھ سمجھ سکتے ہیں ۔ پس وید کو کس نے جلایا ۔ اور وہ کب اور کس طرح اپنی گور سے نکل آئے ۔ سنسکرت جاننے والوں کی تو ایسی کمی کہ دیانند کی سنسکرت کتابیں کوئی نہیں پڑھ سکتا بلکہ سماجیوں کے درمیان ننٹو میں پانچ ہندی خواں نہیں ملتے

آریہ سماج کا تیسرا نیم

تو ہم پوچھتے رہ جاتے ہیں کہ آپ کے احکام عشرہ (دس نیموں) میں جو تیسرا بڑا حکم ہے اسکے کیا معنے کہ " وید ست ودیاؤں کا پسنک ہے ۔ وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے " پس کیوں سچی بات نہیں کہتے کہ ہمارا وید تو ستیارتھ پرکاش ہے ہم کیا جانیں کہ وید کیا بلا ہے ہم تو دیانند پر ایمان لائے جو اُس نے کہدیا وہی وید ہے ۔ ہم تو وید وید صرف اس لئے پکارتے جاتے ہیں کہ گروجی مہاراج وصیت کر گئے کہ "جو کوئی کسی سے پوچھے کہ تمہارا کیا مذہب ہے تو یہ جواب دینا ہے کہ ہمارا مذہب وید ہے یعنی جو کچھ وید میں لکھا ہے ہم اسکو مانتے ہیں" (ستیارتھ پرکاش باب آخر) اگر ہم آریوں کو اُنکی نادانی

اندھوں کا اندھا ہادی

اور اندھی تقلید کیوجہ سے معذور رکھیں تو الزام سوامی جی پر عائد ہوتا ہے مگر شاید کوئی سماجی آنکو بری کرنے کے لئے یہ کہدے کہ سوامی جی بھی معذور تھے کیونکہ یہ مقولہ اُنکے گورو ویرجانند کا ہے " جو ویدوں کے بڑے فاضل تھے اُنکا یقین تھا کہ دنیا کے سب علوم کا مخزن وید ہیں ..... ویدوں کے پیرو ہونے کی وجہ سے بت پرستی سے اُنہیں نفرت تھی " (سوانح عمری سوامی جی ہمراہ ترجمہ رادھاکشن صفحہ ک) اور سچی بات یہی ہے کہ جسطرح آریا بغیر سمجھے بوجھے سوامی جی کی بانی بولنے لگے سوامی جی نے بھی وہی راگ الاپا تھا جو

اپنے پیر و مرشد کو گاتے سُنا۔ اب انصاف کی بات یہ ہے کہ ہم بچارے آریوں کو بھی معذور رکھ سکتے ہیں اور ورجانند کو بھی مگر سوامی جی کو نہیں کیونکہ اُن کے ہادی مراحل خدا شناسی تو اندھے چوپٹ تھے۔ مانا کہ وہ "اشٹادھیایے" کے بھی اُستاد تھے۔ مہابھاشیہ اُنکو ازبر تھا۔ مگر وہ سنسکرت کے باہر علوم سے کیا واقف ہو۔ اور اگر اُنہوں نے "دنیا کے سب علوم کا مخزن وید" کو بتایا تو یہ اُنکا اندھا و دھند تھا اُنہوں نے دنیا کے علوم کل یا جزو پڑھے کب کہ اُن کی نسبت کچھ فرمانے کا استحقاق رکھتے آنکھوں سے تو کچھ دیکھا نہیں تھا۔ کانوں سے سُنا تھا اور جو سُنا وہ پنڈتوں برہمنوں سے اور سب سنسکرت دنیا کے متعلق پس اگر اُن سے یہ خطا ہوئی کہ سب علوم کا مخزن وید کو کہدیا تو قابل عفو ہے۔ یہ اُن کی کوئی بزرگانہ جھک تھی کچھ اسی قسم کی یا اس سے بڑھکر جو آپ نے دیانند کی ساری کتابیں جنمیں کھٹکا دیں (اسوامی جی کی صلاح) اندھے کی داد نہ فریاد ہم کو تعجب یہ آتا ہے سوامی جی کی کیسی مٹی کی ہو گئیں جو ہند۔ دستان کا گشت لگانے اور پڑھے لکھوں کی صحبت اٹھانے کے بعد بھی وہی بے تکی ہانکے گئے اور چیلوں کے کان میں بھی پھونک گئے گویا وہی کھیل کھیلا جو اُن سے پہلے اور پنڈے کھیل چکے تھے جس کی شکایت آپ نے خود کی "جب چھتری وغیرہ بیچارے علم سنسکرت سے بالکل محروم ہو گئے۔ تب ان کے سامنے جو گپ ماری ان بچاروں نے سب مان لی تب ان نام کے برہمنوں کی بن پڑی سب کو اپنے کلام کے جال میں پھنسا کر قابو کر لیا اور کہنے لگے جو کلام برہمنوں کے مُنہ سے نکلتا ہے وہ گویا سچ مچ بھگوان کے مُنہ سے نکلا (ستیارتھ (ص ۲۵۶) وہاں برہمنوں کا چھتریوں سے سابقہ پڑا تھا اور یہاں سوامی جی کا کچھ تو اُن لوگوں سے جو انگریزی تعلیم اور مسیحی دین کے پرچار کے زیر اثر ہندو دھرم کو ترک کرکے بمصداق نہ جائے رفتن نہ جائے ماندن۔ ڈانواں ڈول تھے اور کچھ اُن نیچ اور دون شنکر لوگوں سے جو سلطنت انگلشیہ کی معدلت گستری کی وجہ کلیں بنکر جنیو دھاری ہونے اور ہندوؤں کی اُونچی ذات میں ملنے کا شوق رکھتے ہیں۔ سوامی جی کے ڈفنس یعنی حمایت میں صرف ایک بات کہی جاتی ہے جسکو ہم اس مضمون

کے آخر ضمیمہ میں بیان کرینگے ٭

ستیارتھ پرکاش کا جواب عیسائیوں کی طرف سے

سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش کے ایک باب میں اپنی سمجھ بوجھ اور علمی واخلاقی مادہ کی مناسبت سے عیسائیوں کے دین پر کچھ اعتراضات کئے تھے - جن میں سنجیدگی اور تحقیق کی بو تک نہیں - پادری ٹھاکرداس صاحب نے انکا جواب ستیارتھ پرکاش درپن میں دیدیا اور وہی بس ہے - دوسرے آریونکو عیسائیوں نے مُنہ نہیں لگایا اُن کا قول تھا - ہم کبھی التفات بھی نہ کریں - بقول کراں سے بات بھی نہ کریں - اور شاید یہی وجہ ہوئی کہ پنڈت بھوجدت

بھوجدت کی ڈینگ

کو گمان ہوا کہ میدان خالی ہے اور لگے دون کی ہانکنے "اظہر من الشمس ہے کہ آریہ سماج کی فلاسفی کے روبرو سب ہاتھ باندھے سرنگوں کھڑے ہیں اور اسکے کٹر سے کٹر مخالف بھی آج اس کا لوہا مان رہے ہیں" یہ باتیں سنا کر تو پنڈت جی اپنے بھائیوں کو رجھانا اور شہید کی تجہیز وتکفین کے لئے ٹکے وصول کرنا چاہتے ہیں - کیونکہ یہ لوگ آپکی طرف سے بدظن ہو چلے اور آپکو نادان دوست سمجھنے لگے اور ہماری نگاہ میں تو آپکا مضمون زیر بحث ہولی کی سوانگ "ہائے لال مرلے" سے کچھ بھی زیادہ شاندار نہیں اور اس کے لئے پنڈت جی کو خود اپنے بھائیوں سے شکایت ہے "آریہ سماج کے اندر ہی شانتی کے مجسم اوتاروں کا ایک ایسا گروہ بھی پیدا ہوگیا جو کھنڈن مڈن کے متعلق ہر قسم کی تحریرات وتقریرات کو نہ صرف بدتہذیبی بلکہ کفر سے کم نہیں سمجھتا ...... بس یہ بہت ممکن ہے کہ ایسے بھائیوں کی نازک طبع کے لئے شہید ایک بار گراں ہو" پنڈت جی کو ہم نے اس لئے مخاطب کیا کہ آریوں میں آپ سے زیادہ آبرودار کوئی عالم مناظر نہیں پس

باہمیں مردمان بباید ساخت ٭

آریہ سماج کا عجز

اب لطف یہ ہے کہ ادھر تو آپ نے یہ تعلّی کی لی کہ "آریہ سماج کے کٹر سے کٹر مخالف بھی آج اس کا لوہا مان رہے ہیں" اور اس عبارت کی ابھی روشنائی بھی نہ سوکھنے پائی تھی کہ آپ نے واویلا مچادیا "ہنوز آریہ سماج کیطرف سے مخالفین کی کتب کے جواب دینے کا کوئی مستقل ومعقول انتظام نہیں

ہو سکا.......... ایسی کتب کی تعداد جو ویدک دھرم کے خلاف شائع ہو چکی ہیں اور جن کے جواب آریہ سماج کیطرف سے نہیں دیئے جا سکے سیکڑوں تک پہنچ گئی ہے" تو اب آپ نے انکا جواب دینے کے لئے بنفس نفیس کمر کسی! ہم کو تو فسانہ آزاد کے خوجی یاد ہوئے؟

میدان میں اُترتے ہی آپکی رجز خوانی یاد رہیگی "ہم تو ہم ہی ہیں کہ جو بال کی کھال نکالنے میں مشہور ہیں" جب ہی مناظرہ کے پیشہ میں آپ بقدر خام ہیں۔ لیکن پہلے تو یہ فرمایئے کہ ویدک دھرم کے خلاف جو سیکڑوں لاجواب کتابیں موجود ہیں اُن میں سے کس کس کا جواب باصواب دیکر آپ عہدہ برا ہو چکے جو بائبل شریف کی طرف عنان توجہ موڑی اور کیا یہ بھی کوئی کتاب ہے

ملحدوں کی کاسہ لیسی

جو آریہ سماج کے برخلاف لکھی گئی تھی آپ کہتے ہیں "چونکہ اصل بائبل عبرانی و لاطینی زبانوں میں ہے اسلئے بائبل کے متعلق ابھی بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ جو بالکل تاریکی میں ہیں پس اس چھوٹی سی کتاب کو آج ہم بائبل کے نذر کرتے ہیں" پرکو پنڈت جی کا رسالہ کچھ دیر کے لئے ایک دوست کے ہاتھ سے ملا تھا اور میں نے اسکی صرف تمہید پڑھی اور بائبل پر جو مضمون ہے اُسکی سُرخیاں اور کچھ نوٹ پنسل سے لے لئے تھے جنکو میں کام میں لایا۔ اور فوراً مجکو معلوم ہوگیا کہ یہ ساری ژٹل جو آپ نے ہانکی اور جسکو آپ ایجاد بندہ بتلا رہے ہیں۔ اسمیں ایک فقرہ بھی آپکا نہیں۔ جسطرح ہندوستان میں ناستک اور چارواکی ہمیشہ سے چلے آئے جو نہ ایشور کو مانیں نہ بقائے رُوح کو نہ سزا و جزا اعمال کو اور ہر دھرم کی نندا کرتے ہیں۔ اسیطرح یورپی ملکوں میں اور امریکہ میں بھی لوگ ہیں جنکو ملحد کہتے ہیں وہ بھی عیسائی دھرم اور اس کی پوستکوں کی نندا کرتے ہیں بھوجدت نے انہیں کی باتیں ترجمہ کرا کے لکھ ماریں وہی باتیں جن کی یورپی عیسائیوں کی طرف سے بارہا تردید کر دیگئی اور ایسی کہ ملحد ناکام رہے اور بائبل جیسے زندہ تھی اب بھی ہے۔ پس اگر پھر انہیں اعتراضوں کا جواب دینا ضرور سمجھا گیا تو اس کے لیے عیسائی پنڈت جی سے مجہول شخص کو

مخاطب نہ کرینگے بلکہ بالا بالا اُنہیں لوگوں کو جواب دینگے - پھر بھی اسقدر پنڈت جی کو ہم بتائے دیتے ہیں کہ لو فرضاً بائبل مر بھی جاوے تو اس سے نہ وید زندہ ہو سکتی ہے اور نہ بائبل کی جگہ لوگ ویدوں کو قبول کرینگے بقول سعدی

کس نہ آید بزیر سایۂ بُوم ورہما از جہاں شود معدوم

کیا خوب ہوتا جو آپ پہلے ویدک دھرم کا منڈن کر لیتے اور پھر عیسائیوں اور مسلمانوں کے دین کا کھنڈن کرتے جنکو آپ نے کچھ بھی نہیں پہچانا۔ لیکن آریہ سماجیوں کے پاس منڈن کے لائق تو کوئی چیز موجود نہیں سارا دارومدار کھنڈن پر ہے۔ مگر اسکے لئے ایک خاص قابلیت درکار ہے جو اس گروہ میں شروع سے نہیں دیکھی گئی ؀

بائبل پر بحث کرنے کا حیلہ

پس ہم پھر پوچھتے ہیں کہ آپ نے بائبل شریف پر کیوں کرم فرمایا؟ پنڈت جی جواب دیتے ہیں کہ "الہامی کتاب ہونیکے سات دعویدار ہیں۔ وید مقدس۔ ژند اوستھا۔ تری پاٹھکا۔ پنج تنگات۔ قرآن توریت و انجیل (یعنے بائبل)" ہر ایک مدعی کی بغل میں ایک ایک کتاب ہے اور ہر ایک کا یہ دعوےٰ ہے کہ جو کتاب میری بغل میں دبی ہوئی ہے وہی خدا کی کتاب ہے اور جو کتابیں یہ دیگر مدعی بغل میں دبائے پھرتے ہیں۔ یہ جعلی الہامی کتب ہیں" ؀

بائبل اور قرآن کا رشتہ

یہ کوئی تحقیق کی بات نہیں محض عامیانہ نکراس ہے۔ آخر والی تین کتابیں یعنے قرآن۔ توریت و انجیل ایک دوسری کی ہرگز مکذب نہیں بلکہ ان میں جو پچھلی ہے وہ اپنے سے اگلی کی مصدق۔ ہاں اسقدر سچ ہے کہ ان تینوں کتابوں نے پہلی چاروں کے وجود سے اعتنا نہیں کی انکو معلوم تھا کہ ہماری قوموں کی آہٹ اُن کے لئے نقارہ کوچ ہے۔ اور سوائے وید اگر ان میں سے کسی کی حق تلفی ہوئی تو اس کی شکایت تم نہیں کر سکتے۔ پھر وید کے وجود کو بمنزلہ عدم تصور کرنے میں انکی کوئی زیادتی بھی نہیں کیونکہ تم خود مان رہے ہو کہ یہ کتابیں ایسے وقت میں ظاہر ہوئیں جب وید کئی ہزار

سال قبل مرچکے بلکہ نسیاً منسیاً ہوچکے تھے پس سچ صرف اسقدر ہے کہ ہندوستان

مہاتما بودھ مکذب وید

میں جہاں چاروں ویدوں کا مزار ہے اور لوگوں کو ان کا نام یاد تھا جب حضرت بودھ نے اپنے دین کی تلقین کی تو انہوں نے ویدوں کی تکذیب کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا بلکہ انکو خوب پامال کیا پس اگر کوئی بنائے مخاصمت ہو تو ہندوؤں کے اوتار مہاتما بودھ سے ہونا چاہئے اور انکی کتاب تری پاٹھکا سے نہ بائبل مقدس سے اور پربھو ایشو سے عیسائیوں کے ساتھ پنڈت جی کی شاید پہلی کشتی ہے۔ اس لئے ہم قدم قدم پر آپکی بے راہ روی کو روکتے جاتے ہیں شاید کبھی زیادہ احتیاط سے قلم گھسیٹنا سیکھ لیں ؛

کیا وید شمالی ہند میں رائج ہے

ہم پھر سوال کرتے ہیں خاص بائبل پر آپ نے کیوں توجہ مبذول فرمائی ؟ جواب یہ ملتا ہے "چونکہ شمالی ہند میں عام طور پر صرف وید و قرآن و بائبل یہ تین ہی ایسی کتب رائج ہیں جنکی نسبت اُن کے پیرو الہام کا دعوے کرتے ہیں .... سو وید کی صداقت اور قرآن کی بطالت پر بھی آجتک آریہ سماج کیطرف سے چھوٹی بڑی سیکڑوں لاجواب کتابیں نکل چکیں اور بائبل کے بھی بخوبی بخئے اُدھیڑے جا چکے لیکن چونکہ اصل بائبل عبرانی و لاطینی زبانوں میں ہے اس لئے بائبل کے متعلق ابھی بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ جو بالکل تاریکی میں ہیں پس اس چھوٹی سی کتاب کو آج ہم بائبل کے نذر کرتے ہیں ؛؛

رامائن تلسی داس

اے کاش پنڈت جی کا کوئی مقولہ توراست نکلتا شمالی ہند میں ہندؤں کے درمیان اگر کوئی کتاب رائج الوقت ہے تو وہ عارف کامل گوسائیں تلسی داس کی بے مثل ہر دلعزیز رامائن ہے۔ ہر جگہ اس کے پاٹ کرنے والے ہر جگہ رام رام سیتا رام ہر جگہ رام لیلا اور اسکے بعد گہری سمجھ والوں میں گیتا اور عوام کالانعام میں ست نرائن کی کتھا جسکو پنڈت لوگ پانچ کر سنا دیتے اور دکشنا لے لیتے ہیں۔ رہے وید۔ سو اُنکی حقیقت ہم نے بنکم چندر چیٹر جی کی زبانی سنوا دی۔ اب

انکو شمالی ہند میں رائج اتنا حماقت و ابلہ فریبی ہے۔ ہندو دھرم ویدک دھرم نہیں تم خود آج ۱۰۰۰ اٹھائیس سال سے چلا رہے ہو۔ جو دھرم اُن میں رائج ہے وہ پوراانلمت دھرم ہے اور اگر آپ آریوں کا نام لیں تو ہم کہینگے کئے آدھی و کئے پیر شدہ ہی۔ وہ کیا جانیں وید کیا ہے ان کے درمیان جو کتاب رائج ہے وہ ستیارتھ پرکاش ہے وہی انکا وید ہے مگر نہ اسکو اور نہ اُس وید کو جس کا نام ہم اُنکی زبان سے سُنتے ہیں یہ رتبہ حاصل ہے کہ بائبل یا قرآن کا مدمقابل وحریف بنے۔ پھر وید کی صداقت پر وہ کونسی کتابیں ہیں جو آریہ سماج نے لکھیں جنکے بھروسے آپ وید منڈن سے مستغنی ہو گئے؟ ہم کو تو آجتک نہیں پتا لگا۔ بہتر ہے ان کتابوں میں جو بہت ہی اعلےٰ پایہ کی ہوں دو چار کھنڈن کے واسطے ہمارے پاس بھیج دیجئے اور اگر آپ نے جُھوٹ مُوٹ ڈرایا ہے۔ تو ایسی کوئی کتاب اب لکھڈالئے غیر ادیان کی کھنڈن میں عمر نہ ضائع فرمائیے۔

وید منڈن

یہ تو ہم کہہ چکے کہ بائبل کے متعلق آپکا مضمون ملحدوں کی کاسہ لیسی ہے اور اب یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس بحث میں پڑنے کے لئے آپ کے پاس کوئی حیلہ بھی نہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ کہ آپ اس بحث کے اہل نہیں چنانچہ دو چار کلمات جو آپ کے قلم سے شروع و آخر میں نکل گئے اُن سے ہر واقف کار پر یہ امر روشن ہو جاتا ہے ❊

بیہودگی کی تحقیق کا نمونہ

مثال کے طور پر ایک آپکی شروع بسم اللہ کی غلطی ہے جسکی اصلاح ہم کئے دیتے ہیں وہ یہ کہ "اصل بائبل" لاطینی میں نہیں ہے دوسرا آپکے مضمون کا ائتت بانخیرتُ جسطرح زمانہ میں محمد صاحب لڑائی بھڑائی کرکے سب سے بڑے خدائی پیغمبر بن گئے۔ اسیطرح یہوواہ خداوند خدابن بیٹھا اور انجیل اس ہی خداوند خدا کے قصے کہانیوں و معرکہ آرائیوں کے حالات سے بھری پڑی ہے اور بجائے ایک روحانی اور ربانی کتاب ہونے کے بلاشک و شبہ خدا اسکا جنگ نامہ ہے ❊

بالیقین یہ باتیں پنڈت جی کی اپنی تحقیق سے ہیں ملحد ایسے گندہ نا شائستہ

نہیں کہ انکو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ بائبل کس زبان میں ہے اور انجیل کیا شے ہے اگر کوئی عیسائی ایسے بد احتیاط و ناواقف شخص سے گریزندہ چوں تیر ہو تو بیجا نہیں ÷

شاید ہمارے دل میں کبھی شوق ہو تا کہ دیکھیں پنڈت جی نے مسلمانوں کی تردید میں کیا در افشانی کی ہے۔ کیونکہ آپ آریہ سماج کے بڑے نام آور رستم ہیں۔ مگر اس رسالہ میں آپکی یہ تحقیق سنکر ہمارا اشتیاق سرد ہو گیا کہ "قرآن جسکے لغوی معنے "کتاب" کے ہیں"۔ اگر ہم کسیوقت یہ لکھیں کہ وید سنسکرت اور پالی زبانوں میں ہیں اور وید کے لغوی معنے پوستی ہیں اور انمیں کوروں اور پانڈوں کی لڑائی کا تذکرہ ہے تو ہم بھی پنڈت بھوجدت کے ٹکر کے محقق ہو جاویں ÷

اب ہم پوچھتے ہیں کہ بائبل کے کیسے بخئے اُدھڑ چکے تھے کہ آپکو تسکین نہ ہوئی اور خود بدولت کو تکلیف گوارہ کرنا پڑی ÷

صداقت بائبل پر بھوجدت کی منہ مانگی دلیل

ہم پنڈت جی کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم سے زیادہ فیاض مناظر آنکو ہندوستان میں کوئی نہ ملیگا ہم اُن کو اُن کے منہ مانگے دلائل صداقت بائبل پر دینگے جس بات میں آپکو اطمینان قلبی حاصل ہو ہم وہی کرینگے اور آپکو در خانہ تک پہنچا دینگے ÷

پنڈت جی فرماتے ہیں کہ "اس سوال کا فیصلہ صرف اسطرح ہو سکتا ہے کہ الہام کا ہر ایک مدعی میدان میں آئے اور اپنی اپنی صداقت کا جوہر دکھلائے" اور "آخری فیصلہ اس سوال کا یہی ہو گا کہ ایک ایک ہدایت نامہ معیار صداقت پر لایا جاویگا۔ اور دنیا خود ہی اپنے لئے فیصلہ کرلیگی کہ سات میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے" ÷

پنڈت جی نے کیا بات کہی! "دنیا خود ہی اپنے لئے فیصلہ کرلیگی"۔ اور ہم نے برسوں کے بعد کسی آریا سماجی کے منہ سے ایسی چنچی تُلی بات سُنی۔ اور حال ہی میں انتخاب اور ووٹوں کا بازار گرم رہا ہے بس سارا مسئلہ

آواز خلق نقارہ خدا پر آگیا۔ اب ساتوں دعویدار دنیا کے ووٹ حاصل کرنے چلے +

پہلا شانداوستا۔ دنیا کے ایک بہت چھوٹے مگر نہایت متین سنجیدہ اور صاحب شعور گروہ نے اسکو منتخب کرلیا۔ وہ اُن کے ہاتھوں اور دلوں میں زندہ ہے ان کا دستور العمل بنا ہوا وہ گویا ایک بزرگ ہے بڑی عمر کا جسکے خاندان میں تھوڑے لوگ ہیں لیکن جتنے ہیں سب اُس پر قربان اور صدقہ ہو رہے ہیں۔ اور اس کے بڑھاپے کے دنوں کو آرام سے بسر کراتے ہیں اور دنیا کی اور قومیں یعنے بڑے بڑے خاندان خوش خلق ہمسایہ کے طور اس کی سالگرہ کی خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ اور عمرت دراز باد کہنے میں تامل نہیں کرتے +

دوسرا تری پاٹھکا۔ ممالک ایشیا کے کروڑوں بودھوں نے اسکو منتخب کرلیا اور آجتک زندہ رکھا اور جب سے وہ وجود میں آئی برابر زندہ ہے اور کتنی قوموں کو زندگی بخش رہی ہے +

تیسرا ہنج کنگ اہل چین کا سا آباد ملک اسکی حیات سے وابستہ ہے کتنے قرن گذر گئے جب اسکا انتخاب ہوا تھا وہ آجتک بحال ہے زندہ ہے مرا نہیں۔

چوتھا۔ پانچواں اور چھٹا دعویدار قرآن و توریت و انجیل (یعنے بائبل) ہیں انکا انتخاب اپنے اپنے درجہ میں عالمگیر انتخاب ہے۔ جتنے ووٹ ان کو حاصل ہوئے نہ کسی کو کبھی ہوئے تھے اور نہ ہوسکتے ہیں۔ انکی زندگی کا جو شخص قائل نہ ہو اسکو مرجانا چاہئے۔ ع بیرتا برہی اے حسود کیں رنجیست۔ اور یہ کہنا نری حقیقت ہے۔ مبالغہ سے بالکل خالی کہ زندہ بطریق احسن صرف انہیں کو کہہ سکتے ہیں اور اگر انہیں بھی زندگی نہیں تو آفتاب و ماہتاب میں روشنی بھی نہیں اس حقیقت کو ہم اوپر لکھو لکر بیان کرچکے +

ساتواں دعویدار وید مقدس۔ جو پنڈت جی کی فہرست میں اول نمبر تھا اس انتخاب میں فیل ہوگیا۔ اپنے ملک میں اپنی قوم کے درمیان اپنے گھر میں۔ اُس کے مقابل بیسوں دعویداروں کو اُس کے لوگوں نے قبول کرلیا مگر اس کو نہیں۔ وہ کسی قوم کا دین نہیں کسی ملک کا مذہب نہیں اسکی غلامی میں

کوئی گروہ نظر نہیں آتا اسکو کوئی پہچانتا بھی نہیں اور ہمارے گواہ تم آریا سماجی ہو وید مرگیا ویدک دھرم مرگیا - آج نہیں ہزار سال ہوئے مرچکا - دنیا نے خود ہی اپنے لئے وید کی صداقت کے بارہ میں فیصلہ کرلیا - اگر آج سُدھنوا راجہ کیطرح کوئی موجود ہوتا اور اس کے دربار میں .. بجوجدت کا اور ہمارا مباحثہ ہوا ہوتا تو اس وقت اسکو آریہ سماج چھوڑکر عیسائی بن جانا پڑتا - کیونکہ وہ دنیا کے فیصلہ پر صبر کرچکا تھا - شنکر آچاریہ کے زمانہ کے جینی زیادہ قول کے سچے تھے - مگر یہ عبرت کا مقام ہے اور دنیا کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے - سوامی دیانند نے اسلام کی کھنڈن میں کچھ کہا تھا - جو اس موقع کے حسب حال ہے وہ آریوں کی تفریح کے لئے اس جگہ نقل کرتے ہیں مد جو ایسے بیہودہ مذہب ہیں وے بھی معدوم ہو جاتے ہیں ان کی ترقی کا تو ذکر ہی کیا ہے " (ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ صفحہ ۷۴۲)

سوامی کا قول ہمارے لئے کوئی مسند نہیں ؎

گاہ باشد کہ کودکے ناداں ‌‌ از غلط بر ہدف زند تیرے

اس لئے ہم اپنے خیال کو دلیل سے مستحکم کرتے ہیں *

فلسفہ جدیدہ میں صداقت بائبل پر بھی دلیل

Evolution ایوولیوشن یعنے ارتقا ایک مسلمہ مسئلہ ہے - جس کا کلمہ ہر سائنس دان پڑھ رہا ہے The Struggle for existence and the survival of the fittest اس کا مطلب عوام کی زبان میں یوں ادا ہو سکتا ہے " جان کے لالے پڑے ہیں دھینگا مشتی ہو رہی ہے جو سب سے قابل ہو اب وہی بچ نکلا " تمام قومیں تمام نسلیں تمام حکومتیں تمام نظامات تمام تمدن تمام مذاہب تمام شرائع اور تمام کتابیں اسی قانون کے زیر اثر باقی رہتی ہیں یا فنا ہوتی جاتی ہیں - یہ فطرت کا ناسخ و منسوخ ہے جسکی زد سے کوئی بچ نہیں سکتا - اس کی معیار پر جو جسقدر پورا اُترا اُسیقدر اس میں زندگی کا دم موجود رہا - وید اس کسوٹی پر کسے گئے اور فنا ہو گئے بنی آدم کے روحانی تقاضوں کو وہ پورا نہ کرسکے وہ اپنی فطرتی موت سے مرے - اب کوئی انکو جلا نہیں سکتا - ان کے جلانے کی کوشش عبث

ہے۔ ڈھائی ہزار سال پہلے اس حقیقت کو گوتم بدھ سمجھ گئے تھے اُنہوں نے ویدوں کو رد کر دیا اور ہندوؤں سے اوتار کا خطاب پایا اور اے آریو تم اُن ہندوؤں سے کیوں بیزار ہو اگر ان لوگوں نے اپنے لئے نئے نئے کنوئیں اور تالاب بہت سے کھود دیئے کہ اپنے تشنہ لبوں کو تر کرلیں تو کیا بُرا کیا۔ رُوح کی پیاس ضرور

وید اندھا کنواں

بجھائی جائیگی ویدوں کے چاروں کنوئیں سوکھ چکے ہے ان کے سوتے بند ہو گئے۔ ہاں وہ اندھے کنوئیں بن گئے ان کا نشان باقی ہے اور بس نہ ان سے پیاسوں کو پانی مل سکتا ہے نہ کھیتی سینچی جا سکتی ہے پس ہندوؤں نے ان کو پاٹ دیا تھا ان کا مہاتم قایم رکھنے کو کہ کوئی اُن میں گر نہ پڑے اور ہتیا لگے۔ بائبل کا دریا اور اسمیں سے کاٹی ہوئی نہریں دنیا کی سرزمینوں کو سیراب کر رہی ہیں۔ اُن کے مقابل تم اندھے کنوئیں کو پیش کرتے ہو اور وہ بھی اُس حال میں کہ ہماری نہروں سے پانی چُرا چُرا کر اپنے گڑھے میں ڈالتے ہو صاف پانی کو گدلا کرتے ہو اور زندہ چشموں سے لوگوں کو روکتے ہو کیا تم کامیاب ہو گئے۔ اور ہمارے دریا کو خشک کر کے اندھے کنوئیں کے گھاٹ

آریہ سماج راجہ رام موہن رائے کا اگال

آباد کر سکو گے۔ نہیں ہزار دفعہ نہیں راجہ رام موہن رائے سورگ باشی نے جس ہڈی کو پھینک دیا تم ناحق اسکو چچوڑتے ہو۔ تم نے آپ الہام کے معیار اور شرائط کی تشریح کی ہے اور اس میں چھٹی شرط یہ قرار دی ”اسکی سب باتیں دوامی یعنے سب زمانوں میں یکساں اثر رکھنے والی اور کبھی منسوخ رد یا بے اثر نہ ہونے والی ہونی چاہئے“ (بھومکا دیباچہ مترجم صہ ۹) آنکھوں سے دیکھ لو یا اپنے کہے کو یاد کر لو پانچ ہزار سال سے وید منسوخ ہو گئے بے اثر ہو گئے۔ رد کر دیئے گئے کوئی ان کو پہچانتا نہیں۔ ہندوؤں میں کوئی اُنکی تعلیم پر نہیں چلتا۔ بہت بڑا سلوک جو کسی نے کیا تو کسی حصہ کو یاد کر لیا۔ طوطی کی پڑھائی اور تم پکارتے پھرتے ہو۔ ہم ویدوں کو جانتے آئے ہیں۔ اس کے بھولے بسرے سفوں کو یاد کرلنے اور وہی تمہاری سنتے ہیں جنکے کان سننے کے نہیں یعنے جو نہ وید جانیں نہ سنسکرت اور ان میں بھی جہاں کوئی کچھ ہو گیا وہ

آپ کو سلام کرکے چلتا ہوا جیسے ایشور انند۔ سمجا نند۔ گہا نند۔ بھیم سین۔ لوہار ابھی نستے اکار۔ سکار (الف۔ میم)٭

تمام شد

ضمیمہ زندہ جاوید

آریا سماج کی خامی اور دیانندی اصلاح کے عیوب کی معذرت میں سوامی جی کی لاالف کے چند واقعات غور طلب ہیں جنکو ہم اختصار کیساتھ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

سرسوتی جی کی حمایت میں صرف یہ کہا جاسکتا ہے

ع

روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

آبائی ناپاک اثر آپ پکنے نہ پائے کہ انتقال فرماگئے جسطرح بہت سے چولے بدل چکے تھے اگر جیتے رہتے تو دو ایک اور بدلتے اور شاید کچھ راہ پر آجاتے آپ کی تعلیم و تربیت سب کچی رہی اور آبائی ناپاک اثر طبیعت سے زائل نہ ہونے پایا موت نے آپ کو اپنے خیالات کی ترتیب دینے اور انکی نظر ثانی کرنیکا موقع نہ دیا٭

مہرشی کی شان میں ہم نے "آبائی ناپاک اثر" لکھدیا پس ہم کو اسکی سند

دینا چاہئے آپ کے پتا جی شیو کے اُپاسک تھے۔ جنکا بہت بڑا معبود مہادیو تھا نہیں بلکہ اُن کا وہ عضو جس کا نام لیتے ہوئے بھلے مانسوں کو شرم ہوتی ہے۔ ہندوؤں کی اصطلاح خاص میں جسکو لنگ کہتے ہیں۔ شامی مذاہب کی کتابوں میں طرح طرح کے بتوں کا تذکرہ اور قسم قسم کی بت پرستی کی مذمت آئی ہے۔ مگر ایسی گندی قسم کی پتھر پرستی کا اُن کو بھی وہم نہیں گذرا تھا۔ اُنکو کب گمان ہو سکتا تھا۔ کہ کوئی گروہ انسانی جسم کے اس عضو کی پرستش کر سکتا ہے۔ جسکا ضرورتاً نام لینا بھی دنیا بھر میں شرم کی بات مانی جاتی ہے۔ یہاں ہم اُسی سوانح عمری سے نقل کر رہے ہیں جو آریوں کیطرف سے رادھاکشن مہنہ کے ترجمہ ستیارتھ پرکاش کے شروع میں چھپی ہے ؎

لنگ پرستی ہمارے غیر ہندو ناظرین ٹھیک طور سے نہ جانتے ہونگے کہ لنگ پوجا کیا بلا ہے۔ مہرشی بتلاتے ہیں کہ "وام مارگیوں اور شیویوں نے اتفاق کر کے اندام نہانی اور آلہ تناسل کو قائم کیا اور ان کا نام جلادھاری (پانی کے سہارے رہنے والے) اور لنگ (آلہ تناسل) رکھا ان بے حیاؤں کو ذرا بھی شرم نہ آئی کہ ایسا پاجی پنے کا کام ہم کیوں کریں" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۹۳) غرضکہ "ایسا پاجی پنے کا کام" مہرشی کے پدر بزرگوار ساری عمر کیا کئے۔ اور قیاس چاہتا ہے۔ کہ یہ کام آپکے خاندان میں پشت در پشت ہوتا آیا تھا۔ یعنی آپ پوتڑوں کے ... پرست تھے۔ مہرشی کو "چودہ برس کی عمر میں سارا یجر وید سنہتا اور دیگر ویدوں کے بعض حصے ازبر تھے" مگر باوجود اس قدر علم و دانش کے آپ کبھی اس عمر تک پتاجی کے ساتھ شیو کے اُپاسنا کرتے رہے اور لنگ کی پوجا اور نہ ساری یجر وید سنہتا نے نہ دیگر ویدوں کے بعض حصوں نے آپ کی کچھ رہنمائی کی۔ حالانکہ آج کل اس عمر کے لڑکے اکثر انٹرنس پاس کر کے بہت صاحب شعور و سلیقہ شعار ہو جاتے ہیں۔ اور ان گندی بطالتوں پر از خود لعنت کر چکے ہیں۔ لیکن ہم کو شکر کرنا چاہیے کہ جو کام عقل سلیم کے کرنیکا تھا اسکو ایک چوہا پورا کرنے آیا "شیوراتی کے برت کے دن ان کے والد نے انہیں برت رکھنے پر مجبور کیا" اس برت کو انہیں ساری رات شیو کے مندر میں جاگنا پڑا ....

اسی اثنا میں وہ باپ سے رخصت ہو کر گھر چلے آئے اور اپنی ماں سے کہا کہ مجھے

بھوک نے بہت ستایا ہے ان سے انھوں کو کھانا دیا اور وہ کھا کر سو گئے دوسرے دن جب اُن کے والد نے سُنا کہ اُنھوں نے برت توڑ دیا تو وہ بہت خفا ہوئے۔"

موشِ مہاتم

اس بھوک کی جھلاہٹ میں ایک اور تماشہ ہوا آپ مندر میں تھے۔ "جب سارے آدمی سو گئے تو چوہے ادھر اُدھر سے نکل کر شولنگ پر کودنے لگے اُس وقت ان کے دل میں مختلف خیالات گذرنے لگے۔ کبھی وہ پوچھتے تھے کہ کیا یہ شو جو چوہوں کو بھی نہیں ہٹا سکتا مہادیو (ایزد تعالیٰ) ہو سکتا ہے .... سوامی جی کو اس رات پورا یقین ہو گیا کہ شو کا لنگ پرمیشور نہیں ہے وہ کوئی اور چیز ہے۔"

اگر آج کی رات اہل کتاب کی خوش قسمتی سے آپ بھوک سے بے صبر نہ ہو جاتے تو غالباً ساری عمر لنگ پرستی میں اسی طرح گرفتار رہتے۔ جیسے آپ کے پدر بزرگوار رہا کئے اور ہم نہیں جانتے زیادہ مشکور ہم کو کس کا ہونا چاہئے۔ والد ماجد کا جنھوں نے برت رکھوایا تھا یا اُس مقدس چوہے کا جسنے آپکے خیالات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا کیونکہ جو لوگ راسخ الاعتقاد ہیں۔ اور پیٹ کو ایمان سے مقدم نہیں رکھتے ان کا تو چوہے دیانند کی ناسمجھی کو دیکھکر عقیدہ اور پختہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ چوہا باہن (مرکب) ہے گنیش جی کا جو شیو یعنی مہادیو کے فرزند ارجمند ہیں پس چوہے کا شیو لنگ پر کودنا شاشٹانگ ڈنڈوت سے تعبیر کیا جاتا ہے جسکے دفیہ کی ضرورت مہادیو جی کو نہیں تھی تعجب ہے کہ وید منتروں کی تو آپ نے ایسی ایسی دقیق اور بعید از قیاس تاویلیں کیں۔ مگر چوہے کے اس فعل کی یہ پرنکیش (بدیہی) تاویل نہ سوجھی جسکا باعث سوائے اس کے اور کچھ نہیں نظر آتا کہ بھوک پیاس نے آپکو دیوانہ کر دیا تھا اور پیٹ پوجا نے لنگ پوجا کیطرف سے بے اعتقاد جس سے آپکے اخلاق پر بھی حرف آتا ہے اور آپکی قوت فکر پر بھی یہ تو وہی مثل ہوئی۔ بھوکے بھگت نہ ہوئن گوپالا۔ لیلو اپنی کنٹھی مالا۔ "آٹھ برس کی عمر میں انکا یگیوپویت ہوا اور گائتری اور یجر وید سنتھی انھیں پڑھایا گیا" اے کاش اگر سوامی جی

حضرت ابراہیم کی سرگذشت

انکو بجائے یجر وید سنتھا کے کوئی شخص قرآن سے حضرت ابراہیم کی سرگذشت گجراتی میں ترجمہ کر کے سنا دیتا کہ کسطرح وہ "ایمانداروں کا باپ" یعنی شامی ادیان والوں کا مورث اعلےٰ زیادہ

ستاندار اور جلالی مہادیوں ۔ ستاروں ۔ چاند اور سورج کی پرستش سے فوراً اُڑ گیا تھا ۔ تو مہرشی موصوف کو اسکے بعد اور چھ برس تک شیونگ پر جُبّہ سائی نہ کرنا پڑتی اور نہ اس چوہے کا مشکور ہونا پڑتا ۔ آریوں کو چاہیئے کہ ہندوؤں کی تالیف قلوب کا خیال جانے دیں اور بجائے اوم کے چوہے کی شبیہ کو اپنا

موش رکھشا

امتیازی نشان بنائیں اور بجائے گورکشا کے موش رکھشا کو اپنے لئے لازمی ٹھیرائیں اور اگر ہم کو بھی اس مقدس چوہے کا پتہ لگ جائے تو ہم اسکی نسل کو بڑھوائیں اور شیوالوں کے قریب چھوڑیں شاید کوئی اور گم کردہ راہ دیانند کیطرح صراط المستقیم پر لگ جائے ۔

ہم کو دیانند کے سوانح نویس کے اس فقرہ پر بڑی ہنسی آتی ہے کہ " سوامی جی کو اس رات پورا یقین ہوگیا کہ شیو کا لنگ پرمیشور نہیں ہے وہ کوئی اَور چیز ہے " اسقدر تو آپنے مان لیا کہ وہ پرمیشور نہیں مگر لنگ کی عظمت ابھی تک دل میں جاگزین رہی جو مانتے رہے کہ " وہ کوئی اور چیز ہے " بھلا اَور کونسی چیز ہو سکتی ہے ۔ اسمیں بھی کوئی اسرار نہاں رہا آپ تو ایسا فرماتے ہیں گویا وہ پارس کا پتھر تھا ۔ ابھی وہ ایک روڑا تھا اور بس ۔

شدھ چیتن

پھر جب اکیس برس کی عمر کو پہنچے تو " ایک شخص لالہ بھگت کی اُنہوں نے بہت تعریف سُنی تھی آپ اسکے پاس تعلیم کی غرض سے گئے اس شخص نے انہیں اپنا چیلا بنایا اور انکا نام شدھ چیتن رکھا " اسکے بعد " پھرتے پھرتے دریا نربدا کے کنارے پہنچے اور اس جگہ ایک شخص پرمانند

اہم برہم

پرہنس نے یہ تعلیم پانی شروع کی " " اسوقت انکا یقین ہمہ اوست یا اہم برہم (میں ہی برہم ہوں) کا ہوگیا " پھر آپ یوگانند نامی ایک شخص سے یوگ کرنا سیکھتے رہے ۔ اسطرح بھٹکے مارے مارے پھرا کئے تا وقتیکہ آپکی عمر ۳۵ سال کو پہنچی اور بنارس میں سوامی ورجانند سرسوتی کے چرنوں پر گرے جنہوں نے آپکا نام دیانند رکھا ۔ غور کا مقام ہے کہ آنکھ کھولنے کے بعد اوائل عمر آپنے شیو لنگ کی پوجا میں گنوائی پھر جوانی آپنے اہم برہم کے زعم میں بسر کی اور ان دونوں عقیدوں میں کوئی مناسبت نہیں پھر آپ یوگانند کے ہاتھ پڑے اور اب ورجانند نے ایک نئے اور سب سے نرالے رنگ میں رنگ دیا ہو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اس دل و دماغ کا تھا ہی نہیں کہ کسی امر کی آزادانہ اور محققانہ تنقید کر سکتا ۔ ورجانند کے بعد انکو یا تو کوئی دوسرا استاد ملا نہیں یا آپکے دماغ میں تکبّر سا گیا کہ پھر اور آگے آپ نہ بڑھ سکے لیکن کچھ عجب نہیں کہ اگر اور جیتے تو کوئی اور

اصلاح ناتمام

رنگ لاتے بُرا یا بھلا جسطرح ویدوں میں ایک مدت تک جانوروں کا بلدان مانتے رہے ۔ پھر اس سے انکار کیا ممکن ہے کہ ویدوں کے نام سے کوئی نئی بات پیدا کرتے کم سے کم نیوگ کی ناپاک تعلیم

میں کچھ ترمیم و تنسیخ کرتے یا ویدوں کی تاویل میں کوئی اور قرینہ کی بات سوچتے۔ خدا کے وجود کیساتھ وہ
اور قائم بالذات وجودوں کے منکر ہوکر خواہ ہمہ اوست ہی پر آجاتے یا شاید ویدوں کے عدم رواجی پر فکر کرکے سمجھ جاتے
کہ جو کلام مردہ اور بے اثر ہوگیا وہ خدائے حی القیوم کا کلام نہیں ہوسکتا۔ مگر مشکل یہ آپڑی کہ آپ جلد گورو بنگئے
تلاشی نہ رہے بات کی پچ ہوگئی۔ قول مرداں جاندارد پر اڑ گئے لیکن پھر بھی اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ آریہ سماج
کا رجحان اسکو بہاتا بہاتا کسی اور کنارہ لا ڈالیگا۔ اگر انہوں نے علم سنسکرت پڑھنا شروع کیا اور ویدوں کے
معنے خود چھپے ہوئے اور تحقیق میں لگے کہ سوامی جی کا بھاش کہانتک صحیح ہوسکتا ہے تو وہ ضرور بالضرور سوامی کا پیچھا
چھوڑ دینگے زود تر یا بتاخیر اور ویدوں کو ویسا ہی خیر باد کہینگے۔ جیسا راجہ رام موہن رائے نے کیا تھا جو اس راہ کی
کل منزلیں آپکے پہلے طے کرچکا اور جسکی نقل سوامی جی نے ہندوؤں کی تالیف قلوب کی رعایت سے اتار رہی
تھی اور جس کا ہاتھ ہندوؤں کے درمیان ہر اصلاح کی تہ میں دکھلائی دیتا ہے۔ بلکہ ہمارا خیال یہ ہے کہ
اگر دیانند نے مڈل تک انگریزی پڑھ لی ہوتی اور محض پنڈت نہ بنا رہتا تو آج کو آریہ سماج میں زیادہ شگفتگی
نظر آتی معلوم ہوتا ہے کہ کنچھڑ پارٹی کے ممتاز ممبر اس حقیقت کو محسوس کرچکے ہیں ؎

دیانند کے عیسائی پیش رو

لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ سوامی جی نے کون کمال کیا جو شیو لنگ سے بدعقیدہ ہوگئے
کیا اس سے زیادہ زبردست کام اُن سے پہلے پنڈت نیل کنٹھ گوری شاستری نہیں
کرچکے جو شیو کی اُپاسنا اور کرشن کی اپاسنا چھوڑکر عیسائی ہوگئے اور کسی باپ دادا کی جہالت کی پروا نہیں کی۔ سوامی جی
نے کون کمال کیا اگر مدرسہ کانپور میں بُت پرستی کے خلاف اُنکے اُپدیشوں کا یہ اثر ہوا کہ لوگوں نے اپنے
گھروں سے بُت اُٹھا کر بازاروں میں پھینک دیئے" (سوانح صـ) اس سے پچاس سال پہلے
پہلے کلکتہ میں پادری ڈریون صاحب نے بازار میں وعظ کیا اور رام جی نامک عیسائی ہوگیا۔ اسنے اپنے
گانوں میں ایک شو کا مندر بنایا ہوا تھا...... ایک دن جب بہت سے آدمی جمع تھے وہ دیوتا کو باہر لایا
اور بڑی حقارت سے اسکو زمین پر پھینکدیا اور پھر مندر گرانے کا حکم دیا" (عیسائیوں کے ہاتھ سے بھائیوں
کو بچاؤ نمبر سہ صـ) ٹراونکور میں جہاں وید کا چرچا اور ملکوں سے زیادہ ہے ہزارہا ہندو بت پرستی ترک کرکے
عیسائی ہوگئے" یہاں کے گرجوں کی دیواروں میں پھینکی ہوئی مورتیاں لگی ہوئی ہیں اور گرجوں کے گھڑیالے
اُن پیتل کے ٹکڑوں سے بنے ہوئے ہیں جو پہلے مندروں میں پوجا کے کام میں آتے تھے"
(ایضاً نمبر ۵ صـ) اسی دکن میں ایک اور مقام ہے جہاں مندر کی جگہ ایک گرجا تعمیر کرایا جسکی پہلی
سیڑھی ایک پتھر کی مورتی کو اُٹھا کر بنائی گئی" (ایضاً صـ) لالہ جے چندر منتری شری مہتی آریہ پرتی

سبھا پنجاب کی شہادت سنئیے مسن لوئیز عیسائیوں کے پرچار کی کامیابی کا حال دیکھ لیجئے سیکڑوں آدمی مورتی پوجا وغیرہ چھوڑ کر عیسائی ہو چکے ہیں - صرف یہی نہیں بلکہ اپنی مورتوں کو پھینک چکے ہیں - مندروں اور شوالوں کو گرا چکے ہیں اور اُن کے استھان میں گرجے بنا چکے ہیں " (ایضاً نمبر ۲ صفحہ ۱) کیا تم جانتے نہیں کہ جتنے ہندو عیسائی ہو گئے ابھی اُنکا دسواں حصہ بھی آریا نہیں ہوئے تم کو بڑا فخر اس پر ہے کہ سوامی جی نے لنگ چھوڑ دیا اور انکے گرو نے ایک دفعہ سالگرام کے مورتی کو پھینک دیا (سوانح عمری) یہ کچھ وہ بغیر وید پڑھے ہوئے کر سکتے تھے - محض پادریوں کا اُپدیش سُنکر یا محض دکن کے عیسائیوں کو دیکھ کر اور ہم سچ کہتے ہیں کہ ہندوؤں میں سے بہت بڑے بڑے وید وکتا سنسکرت کے عالم دل سے عیسائی ہو گئے - مثلاً پنڈت نیل کنٹھ گورے شاستری - پنڈت کھڑک سنگھ - ڈاکٹر کرشنا موہن بنرجی اور پنڈتہ رما بائی سرسوتی اور بیسیوں اور مگر اس پایہ کا کوئی بھی ہندوؤں میں سے نہیں نکلا جو آریا ہو گیا ہو - ایک بھیم سین اُپھنسے تھے وہ بھی آپ لوگوں پر لعنت کر کے نکل گئے - پھر تم کس برتے پر عیسائیوں کا مقابلہ کرتے ہو - اگر تم بہت کچھ کرو گے تو وہی کرو گے جو تم سے پہلے عیسائی لوگ ہندوستان میں کر چکے اور اسوقت بھی کر رہے ہیں - ہم تمہارے گورو ہیں - تم ہمارے چیلے - بلکہ ہمارا جھوٹن کھانے والے تمہاری پرورش ان ٹکڑوں سے ہو رہی ہو جو ہماری میز سے گرے ہوئے تم نے چن لئے - ہم عیسائی اور مسلمان ناظرین کو صلاح دیتے ہیں کہ لالہ جے چند آریا کے اُن ٹریکٹوں کو غور سے پڑھیں جو اُنھوں نے بعنوان " عیسایوں کے ہاتھ سے بچائیوں کو بچاؤ " اس سے معلوم ہو جائیگا کہ آریا بھائی کسطرح ہمارے قدم بہ قدم رکھ رہے ہیں - مگر ہم اصل ہیں اور وہ نقل - ہم شاہی سکہ ہیں وہ جعلی سکہ ÷

تمام شد ضمیمہ زندہ جاوید

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۷	کامیابی	کامیابی کو
۲	۲۲	(الف)	
۵	۸	رہنمائی	رہنمائی کا کام
۵	۲۰	عمارت	عمارت پر
۵	۲۲	گنگا	لنکا
۶	۲	یادیسے	یاد سے
۶	۱۱	ناتا	نانا
۶	۱۹	+	Veni, Vidi, Vici,
۶	۲۰	جو پہلو	ہر پہلو
۸	۲۴	ویدکت	ویدوکت
۱۱	۱۵	نیپشری	تپیشری

اشتہارِ کُتب

مُصنّفہ مُصنف زندہ جاوید

ینابیع الاسلام ۔ مصنّفہ پادری سنٹ کلیر ٹزڈل صاحب اُردو ترجمہ مع حواشی ۔ قیمت	۸ر
تالیف القرآن مقدّمہ ینابیع الاسلام	۱ر
ضربت عیسوی (ابطال مرزا)	۴ر
منارۃ البیضاء ۔ (ابطال مرزا)	۱ر
تاویل القرآن ۔ قرآن شریف کی جمع و تالیف و تحریف کا حال	۳ر
تنویر الاذہان فی فصاحت القرآن	۸ر

یہ کتابیں پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور
سے مل سکتی ہیں